قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا الْمُرْسَلُونَ ﴿٣١﴾ قَالُوٓا إِنَّآ
ابراہیم نے کہا کہ اے فرشتو تمہیں کیا مہم درپیش ہے (۳۱) انہوں نے کہا کہ
أُرْسِلْنَآ إِلَىٰ قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ﴿٣٢﴾ لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً
ہمیں ایک مجرم قوم کی طرف بھیجا گیا ہے (۳۲) تاکہ ان کے اوپر مٹی کے کھرنجے دار پتھر
مِّن طِينٍ ﴿٣٣﴾ مُّسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ ﴿٣٤﴾ فَأَخْرَجْنَا
برسائیں (۳۳) جن پر پروردگار کی طرف سے حد سے گزر جانے والوں کے لئے نشانی لگی ہوئی ہے (۳۴) پھر ہم نے
مَن كَانَ فِيهَا مِنَ الْمُؤْمِنِينَ ﴿٣٥﴾ فَمَا وَجَدْنَا فِيهَا غَيْرَ
اس بستی کے تمام مومنین کو باہر نکال لیا (۳۵) اور وہاں مسلمانوں کے ایک
بَيْتٍ مِّنَ الْمُسْلِمِينَ ﴿٣٦﴾ وَتَرَكْنَا فِيهَآ ءَايَةً لِّلَّذِينَ يَخَافُونَ
گھر کے علاوہ کسی کو پایا بھی نہیں (۳۶) اور وہاں ان لوگوں کے لئے ایک نشانی بھی چھوڑ دی جو دردناک
الْعَذَابَ الْأَلِيمَ ﴿٣٧﴾ وَفِي مُوسَىٰٓ إِذْ أَرْسَلْنَٰهُ إِلَىٰ فِرْعَوْنَ
عذاب سے ڈرنے والے ہیں (۳۷) اور موسیٰ کے واقعہ میں بھی ہماری نشانیاں ہیں جب ہم نے ان کو فرعون کی طرف
بِسُلْطَٰنٍ مُّبِينٍ ﴿٣٨﴾ فَتَوَلَّىٰ بِرُكْنِهِۦ وَقَالَ سَٰحِرٌ أَوْ مَجْنُونٌ ﴿٣٩﴾
کھلی ہوئی دلیل دے کر بھیجا (۳۸) تو اس نے لشکر کے دم پر منہ موڑ لیا اور کہا کہ یہ جادوگر یا دیوانہ ہے (۳۹)
فَأَخَذْنَٰهُ وَجُنُودَهُۥ فَنَبَذْنَٰهُمْ فِي الْيَمِّ وَهُوَ مُلِيمٌ ﴿٤٠﴾
تو ہم نے اسے اور اس کی فوج کو گرفت میں لے کر دریا میں ڈال دیا اور وہ قابلِ ملامت تھا ہی (۴۰)
وَفِي عَادٍ إِذْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمُ الرِّيحَ الْعَقِيمَ ﴿٤١﴾ مَا تَذَرُ
اور قومِ عاد میں بھی ایک نشانی ہے جب ہم نے ان کی طرف بانجھ ہوا کو چلا دیا (۴۱) کہ جس چیز کے

عربی حاشیہ

ف: قوم لوط کی جگہ شہر سدوم اردن میں بحرا لمیت کے قریب واقع تھا اور عذاب کے بعد بقولے زیر آب ہوگیا اور بقولے پتھروں کے نیچے دب گیا۔ ان پتھروں کا نشاندار ہونا علامت ہے کہ عذاب الٰہی حساب وکتاب کے ساتھ ہے بے تحاشہ آفت نہیں ہے۔ فرشتوں کی ملاقات حضرت ابراہیمؑ سے عذاب سے پہلے ہوئی ہے لہٰذا آیت نمبر ۳۵ اور اس کے بعد کلام خدا ہے کلام ملائکہ نہیں ہے۔

خطب۔ شان، حالت۔

مسوّمہ۔ جس پر نشان لگادیئے گئے ہوں۔

رکن۔ جس پر اعتماد کیاجائے جیسے جاہ وحشم، فوج ولشکر وغیرہ۔

یم۔ دریا۔

مُلیم۔ جوقابلِ ملامت کام کرے۔

ریح عقیم۔ وہ ہوا جس کے پیچھے نہ بارش کے امکانات ہوں اور نہ درخت کی پیوندکاری کے کام آسکے یعنی بالکل بانجھ۔

اردو حاشیہ

(۱) شریعت اسلام کا قانون یہ ہے کہ مرد وعورت شادی شدہ ہونے کے بعد اور جنسی تسکین کے امکان کے باوجود بھی ناجائز تعلقات قائم کریں تو انہیں سنگسار کردیا جائے۔ ظاہر ہے کہ جو پروردگار مرد اور عورت کے ایسے تعلقات کو برداشت نہیں کرسکتا جو فطری طور سے تعلقات کا موضوع ہیں تو وہ مرد مرد کے تعلقات کو کس طرح برداشت کرسکتا ہے اور چونکہ اس مسئلہ میں قوم جناب لوط کی بات ماننے کیلئے بالکل تیار نہیں تھی کہ وہ کوئی سزا دیتے تو قدرت نے خود آسمانی سزا کا انتظام کردیا اور اقوام عالم کو ہوشیار کردیا کہ بعض جرائم ایسے بھی ہیں جن کی سزا کا ہم فوراً انتظام کرتے ہیں اور انہیں میں سے ایک ہم جنسی بھی ہے۔ (خدا آج کی ترقی یافتہ اقوام کو عقل سلیم عطا کرے۔)

مِنْ شَیْءٍ اَتَتْ عَلَیْهِ اِلَّا جَعَلَتْهُ كَالرَّمِیْمِ ﴿٤٢﴾ وَ فِیْ

پاس سے گزر جاتی تھی اسے بوسیدہ ہڈی کی طرح ریزہ ریزہ کردیتی تھی (۴۲) اور قوم

ثَمُوْدَ اِذْ قِیْلَ لَهُمْ تَمَتَّعُوْا حَتّٰی حِیْنٍ ﴿٤٣﴾ فَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ

ثمود میں بھی ایک نشانی ہے جب ان سے کہا گیا کہ تھوڑے دنوں مزے کرلو (۴۳) تو ان لوگوں نے

رَبِّهِمْ فَاَخَذَتْهُمُ الصّٰعِقَةُ وَهُمْ یَنْظُرُوْنَ ﴿٤٤﴾ فَمَا

حکمِ خدا کی نافرمانی کی تو انہیں بجلی نے اپنی گرفت میں لے لیا اور وہ دیکھتے ہی رہ گئے (۴۴) پھر

اسْتَطَاعُوْا مِنْ قِیَامٍ وَّمَا كَانُوْا مُنْتَصِرِیْنَ ﴿٤٥﴾ وَقَوْمَ نُوْحٍ

نہ وہ اٹھنے کے قابل تھے اور نہ مدد طلب کرنے کے لائق تھے (۴۵) اور ان سے پہلے

ع ۲۳ ۲ ۱

مِّنْ قَبْلُ ؕ اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا فٰسِقِیْنَ ﴿٤٦﴾ ع وَالسَّمَآءَ

قومِ نوح تھی کہ وہ تو سب ہی فاسق اور بدکار تھے (۴۶) اور آسمان کو

بَنَیْنٰهَا بِاَیْىدٍ وَّاِنَّا لَمُوْسِعُوْنَ ﴿٤٧﴾ وَالْاَرْضَ فَرَشْنٰهَا

ہم نے اپنی طاقت سے بنایا ہے اور ہم ہی اسے وسعت دینے والے ہیں (۴۷) اور زمین کو ہم نے فرش کیا ہے

فَنِعْمَ الْمٰهِدُوْنَ ﴿٤٨﴾ وَمِنْ كُلِّ شَیْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَیْنِ

تو ہم بہترین ہموار کرنے والے ہیں (۴۸) اور ہر شے میں سے ہم نے جوڑا بنایا ہے کہ شاید تم

لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴿٤٩﴾ فَفِرُّوْٓا اِلَی اللّٰهِ ؕ اِنِّیْ لَكُمْ مِّنْهُ

نصیحت حاصل کرسکو (۴۹) لہٰذا اب خدا کی طرف دوڑ پڑو کہ میں کھلا ہوا

نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿٥٠﴾ ج وَلَا تَجْعَلُوْا مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ؕ اِنِّیْ لَكُمْ

ڈرانے والا ہوں (۵۰) اور خبردار اس کے ساتھ کسی دوسرے کو خدا نہ بنانا کہ میں تمہارے لئے واضح طور پر

عربی حاشیہ

رمیم۔ بوسیدہ۔

موسعون۔ وسعت دینے والے۔ اشارہ ہے کہ فضائے آسمان میں مسلسل وسعت پیدا ہوتی جارہی ہے۔

ماہدون۔ زمین کو ہموار کرنے والے اور اسے رہنے والوں کے لئے گھوارہ کے مانند بنادینے والے کہ حرکت بھی کرتی رہے اور لوگ مطمئن بھی رہیں۔

فرار الی اللہ۔ خدا کی بارگاہ میں پناہ لینا اور اس کے احکام کی اطاعت کرنا۔

ف: عذاب الٰہی کے بارے میں یہ بات قابل توجہ ہے کہ یہ عذاب آگ، پانی، پہاڑ اور مٹی کی شکل میں آیا جب کہ یہی عناصر زندگی کی اصل قرار دیئے جاتے تھے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

وسعت سماوات کے بارے میں آخری انکشاف یہ ہے کہ آسمان کی فضا ۶۶ ہزار کلومیٹر فی سکنڈ کے حساب سے بڑھ رہی ہے۔ فتبارک

اردو حاشیہ

(۲) قدیم علماء نے آسمان کی وسعت سے بارش اور رزق کا نزول مراد لیا تھا لیکن آج یہ بات طے ہو چکی ہے کہ فضا میں مسلسل وسعت پیدا ہوتی جا رہی ہے اور آج تک میں کئی گنا وسعت کا انکشاف ہو چکا ہے۔ آگے کا حال اللہ بہتر جانتا ہے۔

(۳) ذرّات سے لے کر انسان تک کوئی مخلوق ایسی نہیں ہے جس کا جوڑا نہ بنایا گیا ہو جوڑے سے مراد شوہر اور زوجہ نہیں ہیں بلکہ مرد اور عورت ہیں یعنی انسانوں میں بھی دو صنفیں بنائی گئی ہیں۔ شادی کا مسئلہ اس سے بالکل غیر متعلق ہے۔

مِّنۡهُ نَذِيۡرٌ مُّبِيۡنٌ ﴿۵۱﴾ ۚ كَذٰلِكَ مَاۤ اَتَى الَّذِيۡنَ مِنۡ قَبۡلِهِمۡ

ڈرانے والا ہوں (۵۱) اسی طرح ان سے پہلے کسی قوم کے پاس کوئی رسول نہیں آیا

مِّنۡ رَّسُوۡلٍ اِلَّا قَالُوۡا سَاحِرٌ اَوۡ مَجۡنُوۡنٌ[1] ﴿۵۲﴾ ۚ اَتَوَاصَوۡا بِهٖ ۚ

مگر یہ کہ ان لوگوں نے یہ کہہ دیا کہ یہ جادوگر ہے یا دیوانہ (۵۲) کیا انہوں نے ایک دوسرے کو اسی بات کی وصیت کی

بَلۡ هُمۡ قَوۡمٌ طَاغُوۡنَ ﴿۵۳﴾ ۚ فَتَوَلَّ عَنۡهُمۡ فَمَاۤ اَنۡتَ بِمَلُوۡمٍ ﴿۵۴﴾

ہے۔نہیں بلکہ یہ سب کے سب سرکش ہیں (۵۳) لہٰذا آپ ان سے منہ موڑ لیں پھر آپ پر کوئی الزام نہیں ہے (۵۴)

وَّذَكِّرۡ فَاِنَّ الذِّكۡرٰى تَنۡفَعُ الۡمُؤۡمِنِيۡنَ ﴿۵۵﴾ وَمَا خَلَقۡتُ

اور یاد دہانی بہرحال کراتے رہیں کہ یاد دہانی صاحبانِ ایمان کے حق میں مفید ہوتی ہے (۵۵) اور میں نے جنات

الۡجِنَّ وَالۡاِنۡسَ اِلَّا لِيَعۡبُدُوۡنِ ﴿۵۶﴾ مَاۤ اُرِيۡدُ مِنۡهُمۡ مِّنۡ

اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لئے پیدا کیا ہے (۵۶) میں ان سے نہ رزق کا طلبگار ہوں

رِّزۡقٍ وَّمَاۤ اُرِيۡدُ اَنۡ يُّطۡعِمُوۡنِ ﴿۵۷﴾ اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الرَّزَّاقُ

اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ یہ مجھے کچھ کھلائیں (۵۷) بیشک رزق دینے والا، صاحبِ قوت

ذُو الۡقُوَّةِ الۡمَتِيۡنُ ﴿۵۸﴾ فَاِنَّ لِلَّذِيۡنَ ظَلَمُوۡا ذَنُوۡبًا[2] مِّثۡلَ

اور زبردست صرف اللہ ہے (۵۸) پھر ان ظالمین کے لئے بھی ویسے ہی نتائج ہیں

ذَنُوۡبِ اَصۡحٰبِهِمۡ فَلَا يَسۡتَعۡجِلُوۡنِ ﴿۵۹﴾ فَوَيۡلٌ لِّلَّذِيۡنَ

جیسے ان کے اصحاب کے لئے تھے لہٰذا یہ جلدی نہ کریں (۵۹) پھر کفار کے لئے اس دن ویل

كَفَرُوۡا مِنۡ يَّوۡمِهِمُ الَّذِىۡ يُوۡعَدُوۡنَ ﴿۶۰﴾ ع

اور عذاب ہے جس دن کا ان سے وعدہ کیا جارہا ہے (۶۰)

عربی حاشیہ

اللہ احسن الخالقین۔

ف: مالک کائنات غنی مطلق بھی ہے اور حکیم بھی لہٰذا تخلیق بے مقصد بھی نہیں ہے اور اس سے خالق کا کوئی فائدہ بھی نہیں ہے۔ تخلیق کا مقصد اعطاء کمال ہے اور اعطاء کمال ممکن نہیں ہے لہٰذا عبادت کے راستے سے یہ کمال دیا گیا ہے۔

جن کے ذکر کا تقدم اس کی اولیت کے اعتبار سے ہے اور مقصد سب کا یہ ہے کہ بندہ بندگی کرے اور مالک کمال مطلق سے قریب تر بنادے جو بشری کمال کی آخری منزل ہے۔

1- یہ عجیب بات ہے کہ اہلِ باطل جہاں بھی رہتے ہیں ان کی باتیں ایک ہی جیسی ہوتی ہیں۔ مشرق وغرب عالم میں ہر ڈاڑھی منڈانے والے کے پاس ایک ہی دلیل ہے کہ قرآن میں کہاں لکھا ہے۔ ہر خمس نہ دینے والا ایک ہی بات کہتا ہے کہ یہ سب کھانے پینے کے ذرائع ہیں۔ مولا کا مال چاہنے والوں کے لئے حلال

اردو حاشیہ

(۴) اگرچہ پروردگار عالم نے پیغمبرؐ اسلام کو قوم سے اعراض کرنے کا حکم دیدیا ہے اور یہ واضح کر دیا ہے کہ ان کی گمراہی کی کوئی ذمہ داری پیغمبر پر نہیں ہے لیکن اس کے باوجود یاد دہانی کو فرض قرار دیا ہے کہ اس سے صاحبانِ ایمان کو فائدہ پہنچتا ہے اور یہ ہر دور کے علماء اور خطباء کیلئے ایک تعلیم ہے کہ قوم پر اثر دکھائی دے یا نہ دکھائی دے یاد دہانی کا سلسلہ جاری رکھو کہ اس طرح کم از کم صاحبان ایمان کو تو فائدہ ہوتا ہی ہے عام انسان بھی کبھی نہ کبھی راہِ عمل پر آ جاتا ہے۔

(۵) انسان کس قدر نااہل ہے کہ خدا نے عبادت کا حکم دیا تو اسے یہ خیال پیدا ہو گیا کہ اس میں خدا کا کوئی نہ کوئی فائدہ ضرور ہوگا اور پھر اسے واضح کرنا پڑا کہ تم سے کیا فائدہ حاصل کیا جا سکتا ہے۔ تمہارے پاس کیا ہے جس سے امید وابستہ کی جائے، جو کچھ بھی ہے سب میرا ہی دیا ہوا ہے۔

آیاتہا ۴۹ ۵۲ سُوْرَۃُ الطُّوْرِ مَكِّيَّةٌ ۷۶ رکوعاتہا ۲

سورہ طور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

وَالطُّوْرِ ۙ﴿۱﴾ وَكِتٰبٍ مَّسْطُوْرٍ ۙ﴿۲﴾ فِيْ رَقٍّ مَّنْشُوْرٍ ۙ﴿۳﴾ وَّالْبَيْتِ

طور کی قسم (۱) اور لکھی ہوئی کتاب کی قسم (۲) جو کشادہ اوراق میں ہے (۳) اور بیت

الْمَعْمُوْرِ ۙ﴿۴﴾ وَالسَّقْفِ الْمَرْفُوْعِ ۙ﴿۵﴾ وَالْبَحْرِ الْمَسْجُوْرِ ۙ﴿۶﴾

معمور کی قسم (۴) اور بلند چھت (آسمان) کی قسم (۵) اور بھڑکتے ہوئے سمندر کی قسم (۶)

اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ لَوَاقِعٌ ۙ﴿۷﴾ مَّا لَهٗ مِنْ دَافِعٍ ۙ﴿۸﴾ يَّوْمَ

یقیناً تمہارے رب کا عذاب واقع ہونے والا ہے (۷) اور اس کا کوئی دفع کرنے والا نہیں ہے (۸) جس دن

تَمُوْرُ السَّمَآءُ مَوْرًا ۙ﴿۹﴾ وَّتَسِيْرُ الْجِبَالُ سَيْرًا ۭ﴿۱۰﴾ فَوَيْلٌ

آسمان باقاعدہ چکر کھانے لگیں گے (۹) اور پہاڑ باقاعدہ حرکت میں آجائیں گے (۱۰) پھر

وقف لازم

يَّوْمَئِذٍ لِّلْمُكَذِّبِيْنَ ۙ﴿۱۱﴾ الَّذِيْنَ هُمْ فِيْ خَوْضٍ يَّلْعَبُوْنَ ۘ﴿۱۲﴾

جھٹلانے والوں کے لئے عذاب اور بربادی ہی ہے (۱۱) جو محلات میں پڑے کھیل تماشہ کررہے ہیں (۱۲)

يَوْمَ يُدَعُّوْنَ اِلٰى نَارِ جَهَنَّمَ دَعًّا ۭ﴿۱۳﴾ هٰذِهِ النَّارُ الَّتِيْ

جس دن انہیں بھرپور طریقہ سے جہنم میں ڈھکیل دیا جائے گا (۱۳) یہی وہ جہنم کی آگ ہے

كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۱۴﴾ اَفَسِحْرٌ هٰذَآ اَمْ اَنْتُمْ لَا تُبْصِرُوْنَ ۚ﴿۱۵﴾

جس کی تم تکذیب کیا کرتے تھے (۱۴) آیا یہ جادو ہے یا تمہیں کچھ سجھائی نہیں دے رہا ہے (۱۵)

عربی حاشیہ

ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہر قوم دوسری قوم کو وصیت کرکے جاتی ہے کہ یہی عذر بیان کرنا ہے یا سب کا استاد کوئی ایک ہی ہے جو سب کو ایک ہی سبق سکھاتا ہے۔

2- ذنوب۔ گناہوں کا نتیجہ یعنی عذاب یہاں ذال پر زبر ہے۔

1- طور۔ صحن خانہ اور پہاڑ کو کہا جاتا ہے یہاں طور سینا یعنی وہ پہاڑ مراد ہے جہاں جناب موسیٰ سے خدا سے باتیں ہوئی تھیں۔

2- اصلوہا۔ جہنم میں داخل ہوجاؤ اور اسی میں جلو۔

کتاب مسطور۔ ہر کتاب الٰہی ہے۔ اسی لئے امیرالمومنینؑ نے قرآن مجید کو بھی کتاب مسطور سے تعبیر کیا ہے۔

ف: اس سورہ کی قسموں میں تشریعی اور تکوینی دونوں قسم کی نشانیوں کا تذکرہ ہے اور توحید، نبوت، معاد سب کو جمع کرلیا گیا ہے۔ اس کے بعد اہل جہنم کے جہنم میں جانے کی کیفیت کا

اردو حاشیہ

(۱) عذاب کے وقوع کا امکان واضح کرنے کیلئے قدرت نے چند قسم کی مخلوقات اور ان کے اختیارات کی قسم کو ذریعہ بنایا ہے۔ طور، کتاب مسطور، بیت معمور (جو آسمان پر ہے اور وہاں کے باشندوں کا قبلہ بھی ہے) بلند ترین آسمان، جوش مارتا ہوا سمندر وغیرہ تاکہ انسان پر یہ بات واضح ہوجائے کہ جو ان تمام چیزوں کو خلق کرسکتا ہے وہ ایک لمحہ میں انہیں خراب بھی کرسکتا ہے اور اسی کا نام قیامت ہے۔

یہ انسان کی بدبختی ہے کہ اس قدر واضح قدرت کاملہ کا مشاہدہ کرنے کے بعد بھی قیامت کے امکانات پر بحث کرتا ہے اور اپنے کو اس ہولناک موقع کیلئے تیار نہیں کرتا ہے۔

اِصۡلَوۡهَا فَاصۡبِرُوۡۤا اَوۡ لَا تَصۡبِرُوۡا ۚ سَوَآءٌ عَلَيۡكُمۡ ؕ اِنَّمَا
اب اس میں چلے جاو پھر چاہے صبر کرو یا نہ کرو سب برابر ہے یہ تمہارے ان اعمال کی
تُجۡزَوۡنَ مَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ (١٦) اِنَّ الۡمُتَّقِيۡنَ فِىۡ جَنّٰتٍ
سزادی جارہی ہے جو تم انجام دیا کرتے تھے (۱۶) بیشک صاحبانِ تقویٰ باغات اور نعمتوں کے
وَّنَعِيۡمٍۙ (١٧) فٰكِهِيۡنَ بِمَاۤ اٰتٰهُمۡ رَبُّهُمۡ ۚ وَوَقٰهُمۡ رَبُّهُمۡ
درمیان رہیں گے (۱۷) جو خدا عنایت کرے گا اس میں خوش حال رہیں گے اور خدا انہیں جہنم کے عذاب سے
عَذَابَ الۡجَحِيۡمِ (١٨) كُلُوۡا وَاشۡرَبُوۡا هَنِيۡٓـئًا ۢ بِمَا كُنۡتُمۡ تَعۡمَلُوۡنَ (١٩) ۙ
محفوظ رکھے گا (۱۸) اب یہیں آرام سے کھاو پیو ان اعمال کی بنا پر جو تم نے انجام دیئے تھے (۱۹)
مُتَّكِـئِيۡنَ عَلٰى سُرُرٍ مَّصۡفُوۡفَةٍ ۚ وَزَوَّجۡنٰهُمۡ بِحُوۡرٍ عِيۡنٍ (٢٠)
وہ برابر سے بچھے ہوئے تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے اور ہم ان کا جوڑا کشادہ چشم حوروں کو قرار دیں گے (۲۰)
وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَاتَّبَعَتۡهُمۡ ذُرِّيَّتُهُمۡ بِاِيۡمَانٍ اَلۡحَقۡنَا بِهِمۡ
اور جو لوگ ایمان لائے اور ان کی اولاد نے بھی ایمان میں ان کا اتباع کیا تو ہم ان کی ذریت کو بھی
ذُرِّيَّتَهُمۡ وَمَاۤ اَلَـتۡنٰهُمۡ مِّنۡ عَمَلِهِمۡ مِّنۡ شَىۡءٍ ؕ كُلُّ امۡرِیًٴۢ
ان ہی سے ملادیں گے اور کسی کے عمل میں سے ذرہ برابر بھی کم نہیں کریں گے کہ ہر شخص
بِمَا كَسَبَ رَهِيۡنٌ (٢١) وَاَمۡدَدۡنٰهُمۡ بِفَاكِهَةٍ وَّلَحۡمٍ مِّمَّا
اپنے اعمال کا گروی ہے (۲۱) اور ہم جس طرح کے میوے یا گوشت وہ چاہیں گے اس سے بڑھ کر ان کی
يَشۡتَهُوۡنَ (٢٢) يَتَنَازَعُوۡنَ فِيۡهَا كَاۡسًا لَّا لَغۡوٌ فِيۡهَا وَ
امداد کریں گے (۲۲) وہ آپس میں جامِ شراب پر جھگڑا کریں گے لیکن وہاں کوئی لغویت اور

عربی حاشیہ

تذکرہ ہے جس کی مختلف تعبیرات اس ذلت کی نشاندہی کررہی ہیں جس کا انھیں سامنا کرنا ہوگا۔

ف: آیت نمبر ۲۱ میں ذریت سے مراد بظاہر بالغ اولاد ہے اگرچہ نابالغ کو بھی شامل کیا جاسکتا ہے اور رہین کے معنی لغت میں دائمی کے ہیں لہٰذا آیت کا مجموعی تعلق متقین ہی سے ہے مجرمین سے نہیں ہے۔

3- فاکہین۔ فکاہہ سے مشتق ہے یعنی مطمئن اور پرسکون۔

ہنیئاً۔ خوشگوار۔

سررمصفوفہ۔ وہ تخت جو ایک لائن سے لگادیئے گئے ہوں۔

حورعین۔ وہ حورین جن کی آنکھیں کشادہ ہوں کہ انسان انھیں دیکھ کر حیرت میں پڑجائے۔

ماالتنا ہم۔ یعنی اولاد کو بزرگوں سے ملحق کرنے کے باوجود بزرگ کے اعمال میں سے

اردو حاشیہ

(۲) یہ بات تقریباً مسلمات میں سے ہے کہ دنیا میں نابالغ بچوں کا حکم ان کے ماں باپ کا حکم ہوتا ہے اور ماں باپ مسلمان ہوتے ہیں تو بچہ بھی مسلمان کے حکم میں رہتا ہے اور ماں باپ کافر ہوتے ہیں تو بچہ بھی انہیں کے حکم میں رہتا ہے اور یہ ایک طرح سے مسلمان کو اس کے اسلام کا انعام اور کافر کو اس کے کفر کی سزا ہے کہ اس کی نجاست ونحوست نسلوں میں منتقل ہو جاتی ہے۔ لیکن آخرت کے اعتبار سے یہ مسئلہ زیر بحث ہے کہ وہاں ان بچوں کا کیا انجام ہوگا۔ یہ بات تقریباً واضح ہے کہ کافر کے بچہ کو جہنم میں نہیں ڈالا جا سکتا ہے کہ یہ ظلم ہے اور ظلم عادل حقیقی کی شان کے خلاف ہے لیکن مسلمان کے بچے کے جنت میں جانے کا مسئلہ بھی غور طلب ہے کہ اس نے گناہ نہیں کیا ہے تو جنت میں جانے کا استحقاق بھی نہیں پیدا کیا ہے اگرچہ رحمت پروردگار کا مسئلہ الگ ہے لیکن قوانین کے ذریعہ یہ طے نہیں کیا جاسکتا۔ بالغ اور نیک سیرت کے بارے میں تو اس آیت نے فیصلہ کر دیا ہے کہ انہیں ان کے بزرگوں کے ساتھ رکھ دیا جائے گا چاہے ان کے اعمال میں نقص ہی کیوں نہ ہو لیکن اس نقص کو بزرگوں کے اعمال سے پورا نہیں کیا جائے گا بلکہ فضل وکرم الٰہی سے پورا کیا جائے گا۔

لَا تَأْثِيمٌ ﴿٢٣﴾ وَيَطُوفُ عَلَيْهِمْ غِلْمَانٌ لَّهُمْ كَأَنَّهُمْ لُؤْلُؤٌ

گناہ نہ ہوگا (۲۳) اور ان کے گرد وہ نوجوان لڑکے چکر لگاتے ہوں گے جو پوشیدہ اور محتاط موتیوں جیسے

مَّكْنُونٌ ﴿٢٤﴾ وَأَقْبَلَ بَعْضُهُمْ عَلَىٰ بَعْضٍ يَتَسَاءَلُونَ ﴿٢٥﴾

حسین وجمیل ہوں گے (۲۴) اور پھر ایک دوسرے کی طرف رخ کرکے سوال جواب کریں گے (۲۵)

قَالُوا إِنَّا كُنَّا قَبْلُ فِي أَهْلِنَا مُشْفِقِينَ ﴿٢٦﴾ فَمَنَّ اللَّهُ

کہیں گے کہ ہم تو اپنے گھر میں خدا سے بہت ڈرتے تھے (۲۶) تو خدا نے

عَلَيْنَا وَوَقَانَا عَذَابَ السَّمُومِ ﴿٢٧﴾ إِنَّا كُنَّا مِن قَبْلُ

ہم پر یہ احسان کیا اور ہمیں جہنم کی زہریلی ہوا سے بچالیا (۲۷) ہم اس سے پہلے بھی اسی سے دعائیں کیا کرتے تھے

نَدْعُوهُ ۖ إِنَّهُ هُوَ الْبَرُّ الرَّحِيمُ ﴿٢٨﴾ ع فَذَكِّرْ فَمَا أَنتَ بِنِعْمَتِ

کہ وہ یقیناً بڑا احسان کرنے والا اور مہربان ہے (۲۸) لہٰذا آپ لوگوں کو نصیحت کرتے رہیں۔

رَبِّكَ بِكَاهِنٍ وَلَا مَجْنُونٍ ﴿٢٩﴾ أَمْ يَقُولُونَ شَاعِرٌ

خدا کے فضل سے آپ نہ کاہن ہیں اور نہ مجنون (۲۹) کیا یہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ شاعر ہے اور ہم

نَّتَرَبَّصُ بِهِ رَيْبَ الْمَنُونِ ﴿٣٠﴾ قُلْ تَرَبَّصُوا فَإِنِّي مَعَكُم

اس کے بارے میں حوادث زمانہ کا انتظار کررہے ہیں (۳۰) تو آپ کہہ دیجئے کہ بیشک تم انتظار کرو میں بھی

مِّنَ الْمُتَرَبِّصِينَ ﴿٣١﴾ أَمْ تَأْمُرُهُمْ أَحْلَامُهُم بِهَٰذَا ۚ أَمْ هُمْ

تمہارے ساتھ انتظار کرنے والوں میں ہوں (۳۱) کیا ان کی عقلیں یہ باتیں بتاتی ہیں یا یہ واقعاً

قَوْمٌ طَاغُونَ ﴿٣٢﴾ أَمْ يَقُولُونَ تَقَوَّلَهُ ۚ بَل لَّا يُؤْمِنُونَ ﴿٣٣﴾

سرکش قوم ہیں (۳۲) یا یہ کہتے ہیں کہ نبی نے قرآن گڑھ لیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ یہ ایمان لانے والے نہیں ہیں (۳۳)

عربی حاشیہ

کچھ کم نہیں کیا کہ ان کا ثواب کم کرکے اولاد کو دے دیا جائے۔

لغو وتاثیم۔ جنت کی شراب پینے کے بعد نہ انسان بہکے گا اور نہ کوئی بری بات کرے گا۔

غلمان لھم۔ یعنی وہ نوجوان انھیں کی خدمت میں رہیں گے اور ان کا حسن وجمال مثل موتی کے واضح اور روشن ہوگا۔

عذاب سموم۔ جہنم کی گرم ترین زہریلی ہوا۔

کاہن۔ جو آثار وعلامات کو دیکھ کر باتیں بتا کر علم غیب کا دعویٰ کرتے ہیں۔

ریب المنون۔ حوادث زمانہ۔

ف: کاس۔ شراب سے بھرا ہوا پیالہ۔

تنازع: شراب کے ساتھ استعمال ہو تو ایک دوسرے سے لینا اور دیگر مقامات پر ہو تو جھگڑا کرنا ہے۔

مذکورہ آیات میں اہل جنت کے لئے ۱۴ نعمتوں کا تذکرہ کیا گیا ہے جو مادی بھی ہیں اور

اردو حاشیہ

(۳) یہ دنیا داروں کی لڑائی نہیں ہے کہ بیہودگی کی نوبت آجائے بلکہ راحت واطمینان اور کمال بے تکلفی کی علامت ہے کہ ایک دوسرے سے جام لے کر استعمال کریں گے اور مزاح اور خوش مذاقی کے ماحول میں جام شراب سے استفادہ کریں گے۔

(۴) کفار ومشرکین نے پیغمبرؐ اسلام پر بیشمار اعتراضات کئے تھے اور ان کے ذریعہ اسلام کو باطل کرنا چاہا تھا۔ رب کریم نے سب کے جوابات اور ان کے دلائل کی طرف اشارہ کردیا ہے۔ اس مقام پر سولہ قسم کے اعتراضات اور مسائل کا تذکرہ کیا گیا ہے:

۱۔ خدا کے فضل سے آپ کاہن یا مجنون نہیں ہیں۔

۲۔ کیا یہ آپ کو شاعر کہتے ہیں اور آپ کے بارے میں حوادثِ دہر کا انتظار کررہے ہیں۔

۳۔ کیا ان کی عقل انہیں کفر پر آمادہ کررہی ہے۔

۴۔ کیا یہ واقعی گمراہ ہیں۔

۵۔ کیا ان کا خیال یہ ہے کہ آپ نے دین ومذہب اپنے پاس سے گڑھ کر تیار کرلیا ہے۔

فَلْيَأْتُوا بِحَدِيثٍ مِّثْلِهِ إِن كَانُوا صَادِقِينَ ۝٣٤ أَمْ خُلِقُوا

اگر یہ اپنی بات میں سچے ہیں تو یہ بھی ایسا ہی کوئی کلام لے آئیں (۳۴) کیا یہ بغیر کسی چیز کے

مِنْ غَيْرِ شَيْءٍ أَمْ هُمُ الْخَالِقُونَ ۝٣٥ أَمْ خَلَقُوا السَّمَاوَاتِ

ازخود پیدا ہوگئے ہیں یا یہ خود ہی پیدا کرنے والے ہیں (۳۵) یا انہوں نے آسمان و زمین کو پیدا کردیا ہے۔

وَالْأَرْضَ ۚ بَل لَّا يُوقِنُونَ ۝٣٦ أَمْ عِندَهُمْ خَزَائِنُ

حقیقت یہ ہے کہ یہ یقین کرنے والے نہیں ہیں (۳۶) یا ان کے پاس پروردگار کے

رَبِّكَ أَمْ هُمُ الْمُصَيْطِرُونَ ۝٣٧ أَمْ لَهُمْ سُلَّمٌ يَسْتَمِعُونَ

خزانے ہیں یہی لوگ حاکم ہیں (۳۷) یا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس کے ذریعہ آسمان کی

فِيهِ ۚ فَلْيَأْتِ مُسْتَمِعُهُم بِسُلْطَانٍ مُّبِينٍ ۝٣٨ أَمْ لَهُ الْبَنَاتُ

باتیں سن لیا کرتے ہیں تو ان کا سننے والا کوئی واضح ثبوت لے آئے (۳۸) یا خدا کے لئے لڑکیاں ہیں

وَلَكُمُ الْبَنُونَ ۝٣٩ أَمْ تَسْأَلُهُمْ أَجْرًا فَهُم مِّن مَّغْرَمٍ

اور تمہارے لئے لڑکے ہیں (۳۹) یا تم ان سے کوئی اجر رسالت مانگتے ہو کہ یہ اس کے بوجھ کے نیچے دبے

مُّثْقَلُونَ ۝٤٠ أَمْ عِندَهُمُ الْغَيْبُ فَهُمْ يَكْتُبُونَ ۝٤١ أَمْ

جارہے ہیں (۴۰) یا ان کے پاس غیب کا علم ہے کہ یہ اسے لکھ رہے ہیں (۴۱) یا یہ

يُرِيدُونَ كَيْدًا ۖ فَالَّذِينَ كَفَرُوا هُمُ الْمَكِيدُونَ ۝٤٢

کوئی مکاری کرنا چاہتے ہیں تو یاد رکھو کہ کفار خود اپنی چال میں پھنس جانے والے ہیں (۴۲)

أَمْ لَهُمْ إِلَٰهٌ غَيْرُ اللَّهِ ۚ سُبْحَانَ اللَّهِ عَمَّا يُشْرِكُونَ ۝٤٣ وَ

یا ان کے لئے خدا کے علاوہ کوئی دوسرا خدا ہے جب کہ خدا ان کے شرک سے پاک و پاکیزہ ہے (۴۳) اور

عربی حاشیہ

معنوی بھی۔

ف: آیت نمبر ۳۴ کا چیلنج ایک ابدی حیثیت رکھتا ہے اور آج بھی کفار اسلام کی مخالفت کرنے کے بجائے قرآن کا جواب لاسکتے ہیں لیکن مشکل یہ ہے کہ نتیجہ برعکس ہوتا ہے اور ہر غور کرنے والا ایک نئے عالم سے آشنا ہوجاتا ہے اور اس کی عظمت کا اقرار کئے بغیر نہیں رہ سکتا ہے۔

احلام۔عقول اور امید دونوں کو کہا جاتا ہے۔

تقول۔ اپنی طرف سے گڑھ کر بات پیش کرنا۔

مصیطر۔حاکم اور ٹھیکہ دار۔ یہ لفظ س اور ص دونوں سے استعمال کیا جاتا ہے جس کا اشارہ قرآن مجید کی کتابت میں بھی کردیا گیا ہے۔ جس طرح کہ لفظ صراط اور بسط س اور ص دونوں کے ساتھ استعمال ہوتا ہے۔

مغرم۔قرض کی ذمہ داری۔

مثقل۔جس پر بوجھ لاد دیا جائے۔

اردو حاشیہ

۶۔ کیا یہ بغیر خالق کے پیدا ہوگئے ہیں۔

۷۔ کیا انہوں نے اپنے کو خود ہی پیدا کرلیا ہے۔

۸۔ کیا یہ آسمان وزمین کے خالق ہیں کہ خدا کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔

۹۔ کیا ان کے پاس رحمت پروردگار کے خزانے ہیں کہ خدا نے انہیں کو مالک و مختار بنادیا ہے۔

۱۰۔ کیا یہ کائنات کے حاکم اور ٹھیکہ دار ہیں۔

۱۱۔ کیا ان کے پاس کوئی سیڑھی ہے جس پر چڑھ کر سن لیتے ہیں کہ خدا نے آپ کو رسول نہیں بنایا ہے۔

۱۲۔ کیا یہ لڑکوں کے باپ ہیں اور خدا لڑکیوں والا ہے۔

۱۳۔ کیا آپ نے ان سے رسالت کی مالی اجرت مانگ لی ہے کہ یہ زیر بار نہیں ہونا چاہتے۔

۱۴۔ کیا یہ غیب کے کاتب ہیں کہ انہوں نے آپ کا نام پیغمبروں کی فہرست میں نہیں لکھا ہے۔

۱۵۔ کیا یہ کوئی چال چل رہے ہیں اور انہیں خدا کی تدبیروں کا اندازہ نہیں ہے۔

وَإِن يَرَوْا كِسْفًا مِّنَ السَّمَاءِ سَاقِطًا يَقُولُوا سَحَابٌ مَّرْكُومٌ ﴿۴۴﴾
یہ اگر آسمان کے ٹکڑوں کو گرتا ہوا بھی دیکھ لیں گے تو بھی کہیں گے یہ تو تہ بہ تہ بادل ہیں (۴۴)

فَذَرْهُمْ حَتَّىٰ يُلَاقُوا يَوْمَهُمُ الَّذِي فِيهِ يُصْعَقُونَ ﴿۴۵﴾
تو انہیں ان کے حال پر چھوڑ دیجئے یہاں تک کہ وہ دن دیکھ لیں جس دن بیہوش ہوجائیں گے (۴۵)

يَوْمَ لَا يُغْنِي عَنْهُمْ كَيْدُهُمْ شَيْئًا وَلَا هُمْ يُنصَرُونَ ﴿۴۶﴾
جس دن ان کی کوئی چال کام نہ آئے گی اور نہ کوئی مدد کرنے والا ہوگا (۴۶)

وَإِنَّ لِلَّذِينَ ظَلَمُوا عَذَابًا دُونَ ذَٰلِكَ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَهُمْ لَا
اور جن لوگوں نے ظلم کیا ہے ان کے لئے اس کے علاوہ بھی عذاب ہے لیکن ان کی اکثریت اس سے

يَعْلَمُونَ ﴿۴۷﴾ وَاصْبِرْ لِحُكْمِ رَبِّكَ فَإِنَّكَ بِأَعْيُنِنَا وَسَبِّحْ
بے خبر ہے (۴۷) آپ اپنے پروردگار کے حکم کے لئے صبر کریں آپ ہماری نگاہ کے سامنے ہیں اور ہمیشہ قیام کرتے وقت اپنے پروردگار

بِحَمْدِ رَبِّكَ حِينَ تَقُومُ ﴿۴۸﴾ وَمِنَ اللَّيْلِ فَسَبِّحْهُ وَإِدْبَارَ النُّجُومِ ﴿۴۹﴾ ع ۲ ۲۱ ۴
کی تسبیح کرتے رہیں (۴۸) اور رات کے ایک حصّہ میں اور ستاروں کے غروب ہونے کے بعد بھی تسبیح پروردگار کرتے رہیں (۴۹)

آیاتها ٦٢ | ۵۳ سُورَةُ النَّجْمِ مَكِّيَّةٌ ۲۳ | رکوعاتها ۳

سورہ نجم

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَٰنِ الرَّحِيمِ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

وَالنَّجْمِ إِذَا هَوَىٰ ﴿۱﴾ مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ﴿۲﴾ وَ
قسم ہے ستارہ کی جب وہ ٹوٹا (۱) تمہارا ساتھی نہ گمراہ ہوا ہے اور نہ بہکا (۲) اور

عربی حاشیہ

کسف ۔ ٹکڑے۔
مرکوم ۔ تہ بہ تہ
صعق ۔ بیہوشی اور ہلاکت۔
باعیننا ۔ ہماری نگرانی اور حراست میں
حین تقوم ۔ سو کے اٹھتے وقت یا ہمیشہ اٹھتے بیٹھتے۔
ادبار النجوم ۔ صبح کے وقت ستاروں کے چھپ جانے کے ہنگام جس وقت نافلہ فجر کی دو رکعت نماز پڑھی جاتی ہے جس طرح کہ ادبار السجو ر نافلہ مغرب کی طرف اشارہ ہے۔
ف: واضح رہے کہ اس مقام پر کفار اور مشرکین سے گیارہ قسم کے سوالات کئے گئے ہیں اور ان پر ہر طرف سے گمراہی کا راستہ بند کردیا گیا ہے تاکہ حجت تمام ہو اور قیامت کے دن کوئی عذر باقی نہ رہ جائے۔ اس کے بعد انھیں ان کے حال پر چھوڑ دیا جائے اور تسبیح پروردگار کی جائے جو ہر مجلس میں بیٹھنے کا کفارہ ہے۔

اردو حاشیہ

۱۶۔ کیا انہیں کوئی دوسرا خدا مل گیا ہے کہ حقیقی خدا سے بے نیاز ہوگئے ہیں۔
(۱) آیات کا تمام تر مقصد یہ ہے کہ پیغمبر اسلامؐ کی گفتار کی مکمل ضمانت پیش کی جائے کہ اس میں خواہشات کا کوئی دخل نہیں ہے اور وہ سراسر وحی ہے چاہے قرآن حکیم کی شکل میں ہو یا حدیث وسنت کی شکل میں ہو۔ اور اس حقیقت کا تذکرہ آیت ۵ میں بھی ہے اور آیت ۱۰ میں بھی ہے اور پھر تمام ضمائر کا مرجع خود ذات پروردگار ہے جس کا مشاہدہ سرکار دو عالمؐ نے اسی طرح کیا جس طرح امیر المومنینؑ اس کی عبادت مشاہدہ کے ساتھ کرتے تھے اور فرمایا کرتے تھے کہ وہ حقائق ایمان سے دیکھا جاتا ہے مشاہدۂ عیان سے نہیں۔

مَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ؕ﴿۳﴾ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۙ﴿۴﴾ عَلَّمَهٗ

وہ اپنی خواہش سے کلام بھی نہیں کرتا ہے (۳) اس کا کلام وہی وحی ہے جو مسلسل نازل ہوتی رہتی ہے (۴) اسے نہایت

شَدِيْدُ الْقُوٰى ۙ﴿۵﴾ ذُوْ مِرَّةٍ ؕ فَاسْتَوٰى ۙ﴿۶﴾ وَهُوَ بِالْاُفُقِ

طاقت والے نے تعلیم دی ہے (۵) وہ صاحبِ حسن و جمال جو سیدھا کھڑا ہوا (۶) جب کہ وہ بلند ترین

الْاَعْلٰى ؕ﴿۷﴾ ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰى ۙ﴿۸﴾ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ

افق پر تھا (۷) پھر وہ قریب ہوا اور آگے بڑھا (۸) یہاں تک کہ دو کمان یا اس سے کم کا

اَدْنٰى ۚ﴿۹﴾ فَاَوْحٰٓى اِلٰى عَبْدِهٖ مَآ اَوْحٰى ؕ﴿۱۰﴾ مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ

فاصلہ رہ گیا (۹) پھر خدا نے اپنے بندہ کی طرف جس راز کی بات چاہی وحی کردی (۱۰) دل نے اس بات کو جھٹلایا نہیں

مَا رَاٰى ﴿۱۱﴾ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰى مَا يَرٰى ﴿۱۲﴾ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً

جس کو آنکھوں نے دیکھا (۱۱) کیا تم اس سے اس بات کے بارے میں جھگڑا کررہے ہو جو وہ دیکھ رہا ہے (۱۲) اور اس

اُخْرٰى ۙ﴿۱۳﴾ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰى ﴿۱۴﴾ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰى ؕ﴿۱۵﴾

نے تو اسے ایک بار اور بھی دیکھا ہے (۱۳) سدرۃ المنتہیٰ کے نزدیک (۱۴) جس کے پاس جنت الماویٰ بھی ہے (۱۵)

اِذْ يَغْشَى السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ۙ﴿۱۶﴾ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ﴿۱۷﴾

جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو کچھ کہ چھا رہا تھا (۱۶) اس وقت اس کی آنکھ نہ بہکی اور نہ حد سے آگے بڑھی (۱۷)

لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى ﴿۱۸﴾ اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَ

اس نے اپنے پروردگار کی بڑی بڑی نشانیاں دیکھی ہیں (۱۸) کیا تم لوگوں نے لات اور

الْعُزّٰى ۙ﴿۱۹﴾ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴿۲۰﴾ اَلَكُمُ الذَّكَرُ

عزیٰ کو دیکھا ہے (۱۹) اور منات جو ان کا تیسرا ہے اسے بھی دیکھا ہے (۲۰) تو کیا تمہارے لئے لڑکے ہیں

عربی حاشیہ

ف: یہ ایک لطیف بات ہے کہ سورہ طور نجوم پر تمام ہوا ہے اور یہ سورہ نجم سے شروع ہوا ہے۔ یہ سورہ ماہ مبارک ۵ بعثت میں نازل ہوا ہے اور اس میں حکم سجدہ بھی دیا گیا ہے۔

واضح رہے کہ ضلالت، غوایت اور ہوا کی تردید درحقیقت جنون، شاعری اور کہانت کی تردید ہے۔!

ہویٰ۔ ٹوٹ کے گرا۔

ضل۔ بہکا۔

غویٰ۔ گمراہ ہوا۔

علمہ۔ خدا کے پیغام کو پہنچایا۔

شدید القویٰ۔ جبریل امین جنھیں وحی خدا کا امانت دار اور پیغام الٰہی کا مبلغ بنایا گیا ہے۔

فاستویٰ۔ استقامت کے ساتھ قیام کیا۔

افق اعلیٰ۔ فضائے بسیط یا مشرق الشمس

تدلیٰ۔ جھکا۔

قاب۔ مقدار۔

تمارونہ۔ جھگڑا کرتے ہو۔

اردو حاشیہ

(۲) یہ معراج کی تفصیلات کی طرف اشارہ ہے اور جبریل امین کے اوصاف بیان کئے گئے ہیں کہ وہ اپنی صحیح شکل میں رسول اکرمؐ کے سامنے پیش ہوئے اور انہوں نے پیغام الٰہی کو پہنچایا اور رسول نے باقاعدہ دیکھا اور اس میں کسی طرح کا آنکھوں کا کوئی فریب شامل نہیں تھا۔

(۳) کفار نے ان تینوں بتوں کو خدا کی لڑکیاں قرار دے لیا تھا اور اسی بنیاد پر ان کی پرستش کیا کرتے تھے اور اسی لئے آیت میں ان کے بارے میں مونث کا صیغہ استعمال کیا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ یہ کس قدر ظلم ہے کہ ان لوگوں نے اپنے لئے لڑکے تجویز کئے ہیں اور خدا کیلئے لڑکیاں قرار دی ہیں جب کہ خدا کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے اور یہ سب انہیں کے تراشیدہ پتھر ہیں۔

کفار کے اس اندازِ فکر سے معلوم ہوتا ہے کہ لڑکے والا ہونا باعث شرف ہونا اور لڑکی والا ہونا باعث ذلت وکمزوری ہونا ایک کافرانہ اور جاہلانہ طرز فکر ہے جو دور قدیم سے کام کررہا ہے اور عالم اسلام بھی آج تک اسی فریب نظر اور خطائے فکری میں مبتلا ہے۔ خدا سب کو اس جاہلانہ انداز فکر سے نجات عطا کرے۔

وَلَهُ الْأُنْثَىٰ ﴿٢١﴾ تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ ﴿٢٢﴾ إِنْ هِيَ إِلَّا

اور اس کے لئے لڑکیاں ہیں (۲۱) یہ انتہائی ناانصافی کی تقسیم ہے (۲۲) یہ سب وہ نام ہیں جو تم نے

أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ

اور تمہارے باپ دادا نے طے کرلئے ہیں خدا نے ان کے بارے میں کوئی دلیل نازل نہیں کی ہے۔

بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ ۚ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى

درحقیقت یہ لوگ صرف اپنے گمانوں کا اتباع کررہے ہیں اور جو کچھ ان کا دل چاہتا ہے

الْأَنْفُسُ ۖ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنْ رَبِّهِمُ الْهُدَىٰ ﴿٢٣﴾

اور یقیناً ان کے پروردگار کی طرف سے ان کے پاس ہدایت آچکی ہے (۲۳)

ع ١ ٢٥ ٥ أَمْ لِلْإِنْسَانِ مَا تَمَنَّىٰ ﴿٢٤﴾ فَلِلَّهِ الْآخِرَةُ وَالْأُولَىٰ ﴿٢٥﴾ ع

کیا انسان کو وہ سب مل سکتا ہے جس کی آرزو کرے (۲۴) بس اللہ ہی کے لئے دنیا اور آخرت سب کچھ ہے (۲۵)

وَكَمْ مِنْ مَلَكٍ فِي السَّمَاوَاتِ لَا تُغْنِي شَفَاعَتُهُمْ شَيْئًا

اور آسمانوں میں کتنے ہی فرشتے ہیں جن کی سفارش کسی کے کام نہیں آسکتی ہے جب تک خدا۔۔۔

إِلَّا مِنْ بَعْدِ أَنْ يَأْذَنَ اللَّهُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيَرْضَىٰ ﴿٢٦﴾ إِنَّ

جس کے بارے میں چاہے اور اسے پسند کرے۔۔۔ اجازت نہ دے دے (۲۶) بیشک

الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ لَيُسَمُّونَ الْمَلَائِكَةَ تَسْمِيَةَ

جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ہیں وہ ملائکہ کے نام لڑکیوں جیسے

الْأُنْثَىٰ ﴿٢٧﴾ وَمَا لَهُمْ بِهِ مِنْ عِلْمٍ ۖ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ ۖ

رکھتے ہیں (۲۷) حالانکہ ان کے پاس اس سلسلہ میں کوئی علم نہیں ہے یہ صرف وہم وگمان کے پیچھے چلے جا رہے ہیں

عربی حاشیہ

سدرۃ المنتہیٰ۔ ساتویں منزل اور بقولے ساتویں آسمان کا درخت۔

جنت الماویٰ۔ ہمیشہ رہنے والی جنت۔

زاغ البصر۔ نگاہ کا بھٹکنا۔

طغیٰ۔ حد سے آگے بڑھ جانا۔

لات۔ عزیٰ، منات.... تینوں بتوں کے نام ہیں۔

ضیزیٰ۔ ظالمانہ۔

ماتمنیٰ۔ ملائکہ کی شفاعت جس کے یہ لوگ امیدوار بنے ہوئے ہیں۔

فائدہ: بعض روایات کی بنا پر شدید القویٰ ذات واجب کی طرف اشارہ ہے اور اکثر ضمیروں کا مرجع خود رسول اکرمؐ کی ذات گرامی ہے۔

ف: آیت نمبر ۳۲ میں علم خدا کا حوالہ ایک اشارہ ہے کہ صاحبان تقویٰ کو وقت ضرورت اپنی تعریف کرنے کا حق ہے کہ یہ غرور نہیں ہے فریضہ ہے جیسے بعض اوقات ائمہ معصومینؑ کے تعارفی خطبے ہوا کرتے تھے۔

اردو حاشیہ

وَاِنَّ الظَّنَّ لَا يُغْنِيْ مِنَ الْحَقِّ شَيْـًٔا ۚ ﴿۲۸﴾ فَاَعْرِضْ عَنْ مَّنْ

اور گمان حق کے بارے میں کوئی فائدہ نہیں پہنچا سکتا ہے (۲۸) لہٰذا جو شخص بھی ہمارے ذکر سے

تَوَلّٰى ۙ عَنْ ذِكْرِنَا وَلَمْ يُرِدْ اِلَّا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا ؕ ﴿۲۹﴾ ذٰلِكَ

منہ پھیرے اور زندگانی دنیا کے علاوہ کچھ نہ چاہے آپ بھی اس سے کنارہ کش ہوجائیں (۲۹) یہی ان کے

مَبْلَغُهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ ؕ اِنَّ رَبَّكَ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنْ ضَلَّ عَنْ

علم کی انتہا ہے اور بیشک آپ کا پروردگار خوب جانتا ہے کہ کون اس کے

سَبِيْلِهٖ ۙ وَهُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اهْتَدٰى ﴿۳۰﴾ وَلِلّٰهِ مَا فِي

راستہ سے بہک گیا ہے اور کون ہدایت کے راستہ پر ہے (۳۰) اوراللہ ہی کے لئے

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۙ لِيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَسَآءُوْا بِمَا

زمین و آسمان کے کل اختیارات ہیں تاکہ وہ بدعمل افراد کو ان کے اعمال کی سزادے سکے

عَمِلُوْا وَيَجْزِيَ الَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا بِالْحُسْنٰى ۚ ﴿۳۱﴾ اَلَّذِيْنَ يَجْتَنِبُوْنَ

اور نیک عمل کرنے والوں کو ان کے اعمال کا اچھا بدلہ دے سکے (۳۱) جو لوگ گناہانِ کبیرہ اور فحش باتوں سے

كَبٰٓئِرَ الْاِثْمِ وَالْفَوَاحِشَ اِلَّا اللَّمَمَ ؕ اِنَّ رَبَّكَ وَاسِعُ

پرہیز کرتے ہیں گناہانِ صغیرہ کے علاوہ) بیشک آپ کا پروردگار ان کے لئے بہت وسیع مغفرت والا ہے

الْمَغْفِرَةِ ؕ هُوَ اَعْلَمُ بِكُمْ اِذْ اَنْشَاَكُمْ مِّنَ الْاَرْضِ وَاِذْ

وہ اس وقت بھی تم سب کے حالات سے خوب واقف تھا جب اس نے تمہیں خاک سے پیدا کیا تھا

اَنْتُمْ اَجِنَّةٌ فِيْ بُطُوْنِ اُمَّهٰتِكُمْ ۚ فَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ ؕ

اور اس وقت بھی جب تم ماں کے شکم میں جنین کی منزل میں تھے لہٰذا اپنے نفس کو زیادہ پاکیزہ قرار نہ دو وہ متقی افراد کو

عربی حاشیہ

1- مبلغ علم۔ علم کی آخری انتہا اور اس کی آخری پہنچ کو کہا جاتا ہے اور کفار کی فکری رسائی کی آخری حد یہ ہے کہ ملائکہ کو لڑکیوں جیسا نام دے دیا جائے تاکہ انسان زندگانی دنیا سے آگے سوچنے کے لئے تیار ہی نہ ہو۔

2- لمم۔ چھوٹے چھوٹے گناہوں کو کہا جاتا ہے جیسے نامحرموں پر نظر کرنا یا جواب سلام نہ دینا وغیرہ کہ اس کے مقابلہ میں گناہانِ کبیرہ ہیں جیسے شرک، قتل، ظلم، کفر وغیرہ اور فواحش وہ اعمال ہیں جن سے بے حیائی کا اظہار ہوتا ہے جیسے زنا، لواط، خودکاری ہم جنسی وغیرہ۔

3- بعض حضرات کے نزدیک یہ آیت ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے اور بعض کے نزدیک عثمان بن عفان کے بارے میں ہے۔

اکدی۔ مال کے روک لینے کے موقع پر کہا جاتا ہے اور صحف موسیٰ سے مراد توریت کے اسباق ہیں جس طرح کہ صحف ابراہیمؑ سے

اردو حاشیہ

(۴) اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ گناہانِ صغیرہ کے ارتکاب میں کوئی حرج نہیں ہے اس لئے کہ اگر ایسا ہوتا تو اس کا نام گناہ ہی نہ ہوتا بلکہ مباح رکھ دیا جاتا۔ گناہ بہرحال گناہ ہے چاہے صغیرہ ہو یا کبیرہ آیت کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ گناہ کبیرہ اور فحش باتوں سے پرہیز کرنے والے انسان کے حق میں خدا وسیع المغفر ۃ ہے اور اس کے گناہ کو آسانی سے معاف کرسکتا ہے کہ اس نے اہم گناہوں سے بہرحال پرہیز کیا ہے اور صرف ان گناہوں کا ارتکاب کیا ہے جو فطری کمزوری کی بنا پر سرزد ہوجایا کرتے ہیں اور جن سے پرہیز کرنا ہرکس وناکس کے بس کی بات نہیں ہے۔

هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴿۳۲﴾ ع اَفَرَءَيْتَ الَّذِىْ تَوَلّٰى ﴿۳۳﴾ وَاَعْطٰى

خوب پہچانتا ہے (۳۲) کیا آپ نے اسے بھی دیکھا ہے جس نے منہ پھیر لیا (۳۳) اور تھوڑا سا

قَلِيْلًا وَّاَكْدٰى ﴿۳۴﴾ اَعِنْدَهٗ عِلْمُ الْغَيْبِ فَهُوَ يَرٰى ﴿۳۵﴾

راہِ خدا میں دے کر بند کردیا (۳۴) کیا اس کے پاس علمِ غیب ہے جس کے ذریعے وہ دیکھ رہا ہے (۳۵)

اَمْ لَمْ يُنَبَّاْ بِمَا فِىْ صُحُفِ مُوْسٰى ﴿۳۶﴾ وَاِبْرٰهِيْمَ الَّذِىْ

یا اسے اس بات کی خبر ہی نہیں ہے جو موسٰی کے صحیفوں میں تھی (۳۶) یا ابراہیم کے صحیفوں میں تھی جنہوں نے پورا پورا

وَفّٰٓى ﴿۳۷﴾ اَلَّا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ﴿۳۸﴾ وَاَنْ لَّيْسَ

حق ادا کیا ہے (۳۷) کوئی شخص بھی دوسرے کا بوجھ اٹھانے والا نہیں ہے (۳۸) اور انسان کے لئے صرف اتنا ہی ہے

لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى ﴿۳۹﴾ وَاَنَّ سَعْيَهٗ سَوْفَ يُرٰى ﴿۴۰﴾ ثُمَّ

جتنی اس نے کوشش کی ہے (۳۹) اور اس کی کوشش عنقریب اس کے سامنے پیش کردی جائے گی (۴۰) اس کے بعد

يُجْزٰىهُ الْجَزَآءَ الْاَوْفٰى ﴿۴۱﴾ وَاَنَّ اِلٰى رَبِّكَ الْمُنْتَهٰى ﴿۴۲﴾

اسے پورا بدلہ دیا جائے گا (۴۱) اور بیشک سب کی آخری منزل پروردگار کی بارگاہ ہے (۴۲)

وَاَنَّهٗ هُوَ اَضْحَكَ وَاَبْكٰى ﴿۴۳﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَمَاتَ وَاَحْيَا ﴿۴۴﴾

اور یہ کہ اسی نے ہنسایا بھی ہے اور ---- رلایا بھی ہے (۴۳) اور وہی موت و حیات کا دینے والا ہے (۴۴)

وَاَنَّهٗ خَلَقَ الزَّوْجَيْنِ الذَّكَرَ وَالْاُنْثٰى ﴿۴۵﴾ مِنْ نُّطْفَةٍ اِذَا

اور اسی نے نر اور مادہ کا جوڑا پیدا کیا ہے (۴۵) اس نطفہ سے جو رحم میں

تُمْنٰى ﴿۴۶﴾ 4 وَاَنَّ عَلَيْهِ النَّشْاَةَ الْاُخْرٰى ﴿۴۷﴾ وَاَنَّهٗ هُوَ اَغْنٰى

ڈالا جاتا ہے (۴۶) اور اسی کے ذمہ دوسری زندگی بھی ہے (۴۷) اور اسی نے مالدار بنایا ہے

عربی حاشیہ

مراد وہ صحیفے ہیں جو جناب ابراہیمؑ پر نازل ہوئے تھے اور جن سب کا اتفاق اس ایک نکتہ پر تھا کہ ہر انسان خود اپنے اعمال کا ذمہ دار ہے اور کوئی کسی کا بوجھ اٹھانے والا نہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۲۹ استحقاق کی طرف اشارہ ہے ورنہ فضل وکرم کے اعتبار سے دنیا میں میراث بھی مل سکتی ہے اور آخرت میں شفاعت بھی لیکن اس کا استحقاق نہیں ہوتا ہے۔

ف: کہا جاتا ہے کہ رسول اکرمؐ نے اس سورہ کو مشرکین کے سامنے پڑھا تو سب سجدہ میں گر پڑے اور یہ کوئی بعید نہیں ہے اس لئے کہ آیات الٰہی میں بہرحال اتنا اثر پایا جاتا ہے کہ انسان کو متاثر کردیں چاہے بعد میں شیطان پھر اپنی طرف کھینچ لے اور گمراہ ہو جائیں۔

4۔ تمنیٰ۔ یعنی نطفہ کو عورت کے رحم میں انڈیلا جاتا ہے اور اس سے لڑکا یا لڑکی کی تخلیق ہوتی ہے۔ یہ کام پروردگار کے علاوہ کوئی انجام نہیں دے سکتا ہے۔

اردو حاشیہ

(۵) یہ زندگی چند مستقل اصولوں پر قائم ہے جن کی طرف ہر انسان کو ہمیشہ متوجہ رہنا چاہیے اور وہ اصول یہ ہیں:

۱۔ کوئی شخص کسی کا بوجھ اٹھانے والا نہیں ہے لہٰذا ہر شخص کو اپنے اعمال کی جوابدہی کیلئے تیار رہنا چاہیے۔

۲۔ انسان کا دنیا و آخرت میں اتنا ہی حصہ ہے جتنی اس نے کوشش کی ہے۔ دین خدا جد و جہد کا مذہب ہے اس میں کاہلی اور کسمندی کی کوئی جگہ نہیں ہے۔

۳۔ انسان ایک دن خود ہی اپنی کوشش کا مشاہدہ کرے گا کہ اس نے دارِ دنیا میں کیا کیا ہے اور اس وقت اس کو اپنے انجام کے بارے میں صحیح اندازہ ہو جائے گا۔

۴۔ انسان لاکھ فرار کرنا چاہے آخری منزل خدا کی بارگاہ ہے اور وہاں بہرحال حاضری دینا ہے۔ اس سے کسی طرح مفر نہیں ہوسکتا ہے۔

اسلام کے قانون اوّل کی بنا پر اس روایت کی کوئی حیثیت نہیں رہ جاتی ہے جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ زندہ کے رونے سے مرنے والے پر عذاب ہوتا ہے۔ ظاہر ہے کہ اس کا کھلا ہوا مطلب یہ ہے کہ گناہ کوئی کرے اور عذاب کسی اور پر کیا جائے جو اسلام کے قانون عدل کے سراسر خلاف ہے اور کسی سیاسی بنیاد پر وضع ہونے والی روایت کا ماحصل ہے۔

وَ اَقْنٰى ﴿۴۸﴾ وَ اَنَّهٗ هُوَ رَبُّ الشِّعْرٰى ﴿۴۹﴾ وَ اَنَّهٗۤ اَهْلَكَ عَادَا

اور سرمایہ عطا کیا ہے (۴۸) اور وہی ستارہ شعریٰ کا مالک ہے (۴۹) اور اسی نے پہلے قوم عاد کو

الْاُوْلٰى ﴿۵۰﴾ وَ ثَمُوْدَاۡ فَمَاۤ اَبْقٰى ﴿۵۱﴾ وَ قَوْمَ نُوْحٍ مِّنْ قَبْلُ

ہلاک کیا ہے (۵۰) اور قوم ثمود کو بھی پھر کسی کو باقی نہیں چھوڑا ہے (۵۱) اور قوم نوح کو ان سے پہلے

اِنَّهُمْ كَانُوْا هُمْ اَظْلَمَ وَ اَطْغٰى ﴿۵۲﴾ وَ الْمُؤْتَفِكَةَ اَهْوٰى ﴿۵۳﴾

کہ وہ لوگ بڑے ظالم اور سرکش تھے (۵۲) اور اسی نے قوم لوط کی الٹی بستیوں کو پٹک دیا ہے (۵۳)

فَغَشّٰىهَا مَا غَشّٰى ﴿۵۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكَ تَتَمَارٰى ﴿۵۵﴾ هٰذَا

پھر ان کو ڈھانک لیا جس چیز نے کہ ڈھانک لیا (۵۴) اب تم اپنے پروردگار کی کس نعمت پر شک کر رہے ہو (۵۵) بیشک

نَذِیْرٌ مِّنَ النُّذُرِ الْاُوْلٰى ﴿۵۶﴾ اَزِفَتِ الْاٰزِفَةُ ﴿۵۷﴾

یہ پیغمبر بھی اگلے ڈرانے والوں میں سے ایک ڈرانے والا ہے (۵۶) دیکھو قیامت قریب آگئی ہے (۵۷)

لَیْسَ لَهَا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ كَاشِفَةٌ ﴿۵۸﴾ اَفَمِنْ هٰذَا

اللہ کے علاوہ کوئی اس کا ٹالنے والا نہیں ہے (۵۸) کیا تم اس بات سے

الْحَدِیْثِ تَعْجَبُوْنَ ﴿۵۹﴾ وَ تَضْحَكُوْنَ وَ لَا تَبْكُوْنَ ﴿۶۰﴾

تعجب کر رہے ہو (۵۹) اور پھر ہنستے ہو اور روتے نہیں ہو (۶۰)

وَ اَنْتُمْ سٰمِدُوْنَ ﴿۶۱﴾ فَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ وَ اعْبُدُوْا ﴿۶۲﴾ السجدة

اور تم بالکل غافل ہو (۶۱) (اب سے غنیمت ہے) کہ اللہ کے لئے سجدہ کرو اور اس کی عبادت کرو (۶۲)

عربی حاشیہ

5- شعریٰ ایک ستارہ ہے جس کی عرب پرستش کیا کرتے تھے اور یہ حجم میں سورج سے تقریباً بیس گنا بڑا ہے۔

6- قریب ہونے والی شے قیامت ہے اور اسی لئے اسے آزفہ کہا جاتا ہے کہ وہ عنقریب آنے والی ہے۔

7- آیت کریمہ پر امامیہ، حنفیہ، شافعیہ اور حنبلیہ کے نزدیک سجدہ واجب ہے اور مالکیہ کے نزدیک واجب نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

(۶) رب العالمین نے اپنی قدرت کاملہ اور رحمت شاملہ کے چند شواہد بیان فرمائے ہیں:-

۱۔ انسان کو رونا اور ہنسنا اسی نے سکھایا ہے۔

۲۔ موت و حیات اسی کے اختیار میں ہے۔

۳۔ نطفہ کو انسان اسی نے بنایا ہے۔

۴۔ ایک ہی نطفہ سے لڑکا اور لڑکی دونوں اسی نے تیار کئے ہیں۔

۵۔ آخرت کی زندگی اسی کی ایجاد کی ہوئی ہے۔

۶۔ ستارۂ شعریٰ اس قدر بلندی اور بزرگی کے باوجود اسی کے حدود مملکت میں ہے۔

۷۔ سابق اقوام کو اس قدر طاقت اور قوت رکھنے کے باوجود ان کی بداعمالیوں کی بنا پر اسی نے ہلاک کر کے رکھ دیا ہے۔

تو اب یہ لوگ قیامت پر کیوں ایمان نہیں لاتے ہیں اور کس عذاب کا انتظار کر رہے ہیں اور کس کھیل تماشے میں مبتلا ہیں اور کیوں سجدہ نہیں کرتے ہیں۔ واضح رہے کہ یہ سیاق و سباق خود بھی سجدہ کے واجب ہونے کی ایک علامت ہے۔

ایاتها ۵۵ | ۵۴ سُوْرَةُ الْقَمَرِ مَكِّيَّةٌ ۳۷ | رکوعاتها ۳

سورہ قمر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

اِقْتَرَبَتِ السَّاعَةُ وَانْشَقَّ الْقَمَرُ (١) وَاِنْ يَّرَوْا اٰيَةً
قیامت قریب آگئی اور چاند کے دو ٹکڑے ہوگئے (۱) اور یہ کوئی بھی نشانی دیکھتے ہیں تو

يُّعْرِضُوْا وَيَقُوْلُوْا سِحْرٌ مُّسْتَمِرٌّ (٢) وَكَذَّبُوْا وَاتَّبَعُوْٓا
منہ پھیر لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ ایک مسلسل جادو ہے (۲) اور انہوں نے تکذیب کی اور اپنی خواہشات کا

اَهْوَآءَهُمْ وَكُلُّ اَمْرٍ مُّسْتَقِرٌّ [1] (٣) وَلَقَدْ جَآءَهُمْ مِّنَ الْاَنْبَآءِ
اتباع کیا اور ہر بات کی ایک منزل ہوا کرتی ہے (۳) یقیناً ان کے پاس اتنی خبریں آچکی ہیں جن میں تنبیہ کا

مَا فِيْهِ مُزْدَجَرٌ [2] (٤) حِكْمَةٌ بَالِغَةٌ فَمَا تُغْنِ النُّذُرُ (٥)
سامان موجود ہے (۴) انتہائی درجہ کی حکمت کی باتیں ہیں لیکن انہیں ڈرانے والی باتیں کوئی فائدہ نہیں پہنچاتیں (۵)

فَتَوَلَّ عَنْهُمْ ۘ يَوْمَ يَدْعُ الدَّاعِ اِلٰى شَيْءٍ نُّكُرٍ [3] (٦) خُشَّعًا [4]
لہٰذا آپ ان سے منہ پھیر لیں جس دن ایک بلانے والا (اسرافیل) انہیں ایک ناپسندہ امر کی طرف بلائے گا (۶) یہ

اَبْصَارُهُمْ يَخْرُجُوْنَ مِنَ الْاَجْدَاثِ كَاَنَّهُمْ جَرَادٌ
نظریں جھکائے ہوئے قبروں سے اس طرح نکلیں گے جس طرح ٹڈیاں پھیلی

مُّنْتَشِرٌ (٧) مُّهْطِعِيْنَ اِلَى الدَّاعِ ؕ يَقُوْلُ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا
ہوئی ہوں (۷) سب کسی بلانے والے کی طرف سر اٹھائے بھاگے چلے جارہے ہوں گے اور کفار یہ کہہ رہے ہوں گے

عربی حاشیہ

1- مستقر یعنی اپنی معینہ منزل کی طرف جانے والی ہے۔

2- مزدجر۔ سامان امتناع یعنی رکنے کے اسباب کہ انھیں سن کر انسان برائیوں سے رک جائے۔

3- نکر... وہ چیز جسے کوئی نفس پسند نہ کرتا ہو۔

ف: سورۂ قمر کے بارے میں دلچسپ بات یہ ہے کہ یہ سورۂ نجم کے بعد واقع ہوا ہے اور جہاں قربِ قیامت پر اس کا اختتام ہوا تھا وہیں سے اس کا آغاز ہوا ہے اور اس کا ثبوت شق قمر کو قرار دیا گیا ہے۔ شق القمر ایک تاریخی واقعہ ہے۔ جس کا امکان قطعی ہے اس لئے کہ سارا نظامِ شمسی آسمانوں اور سورج کے اجزا میں انشقاق ہی سے پیدا ہوا ہے تو اس کا انکار دلیل جہالت ہے۔

ف: قیامت کا دن کس قدر سخت ہوگا نامۂ اعمال ہاتھ میں، عادل کی عدالت سامنے،

اردو حاشیہ

(۱) بعض حضرات کا خیال ہے کہ یہ آثار قیامت کی طرف ایک اشارہ ہے اور ایسا کوئی واقعہ پیش نہیں آیا ہے اور بعض کا بیان ہے کہ رسول اکرمؐ نے اتمام حجت کیلئے کفار کے مطالبہ پر چاند کے ٹکڑے کر دیئے تھے جس کا ذکر ہندوستان کی تاریخ فرشتہ میں موجود ہے اور اس کا ایک قرینہ بعد والی آیت بھی ہے کہ یہ لوگ ہر نشانی کو دیکھ کر اعراض کر لیتے ہیں اور اسے جادو قرار دیدیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ یہ بات آثارِ قیامت پر منطبق نہیں ہوتی ہے اور ایسی حرکت دار دنیا ہی میں ہوسکتی ہے ورنہ آخرت میں انکار کرنے اور جادو قرار دینے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔ وہاں تو بڑے سے بڑا منکر بھی حقائق کو دیکھ لے گا اور پھر انکار کی ہمت نہ کر سکے گا۔

يَوْمٌ عَسِرٌ ۝٨ كَذَّبَتْ قَبْلَهُمْ قَوْمُ نُوحٍ فَكَذَّبُوا عَبْدَنَا
کہ آج کا دن بڑا سخت دن ہے (۸) ان سے پہلے قومِ نوح نے بھی تکذیب کی تھی کہ انہوں نے ہمارے بندے کو
وَقَالُوا مَجْنُونٌ وَازْدُجِرَ ۝٩ فَدَعَا رَبَّهُ أَنِّي مَغْلُوبٌ
جھٹلایا اور کہہ دیا کہ یہ دیوانہ ہے بلکہ اسے جھڑکا بھی گیا (۹) تو اس نے اپنے پروردگار سے دعا کی کہ میں مغلوب ہوگیا
فَانْتَصِرْ ۝١٠ فَفَتَحْنَا أَبْوَابَ السَّمَاءِ بِمَاءٍ مُنْهَمِرٍ ۝١١ وَفَجَّرْنَا
ہوں میری مدد فرما (۱۰) تو ہم نے ایک موسلا دھار بارش کے ساتھ آسمان کے دروازے کھول دیئے (۱۱) اور زمین سے
الْأَرْضَ عُيُونًا فَالْتَقَى الْمَاءُ عَلَى أَمْرٍ قَدْ قُدِرَ ۝١٢ وَحَمَلْنَاهُ
بھی چشمے جاری کردیئے اور پھر دونوں پانی ایک خاص مقررہ مقصد کے لئے باہم مل گئے (۱۲) اور ہم نے نوح کو
عَلَى ذَاتِ أَلْوَاحٍ وَدُسُرٍ ۝١٣ تَجْرِي بِأَعْيُنِنَا جَزَاءً لِمَنْ
تختوں اور کیلوں والی کشتی میں سوار کرلیا (۱۳) جو ہماری نگاہ کے سامنے چل رہی تھی اور یہ اس بندے کی جزا تھی
كَانَ كُفِرَ ۝١٤ وَلَقَدْ تَرَكْنَاهَا آيَةً فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ۝١٥
جس کا انکار کیا گیا تھا (۱۴) اور ہم نے اسے ایک نشانی بنا کر چھوڑ دیا ہے تو کیا کوئی ہے جو نصیحت حاصل کرے (۱۵)
فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَنُذُرِ ۝١٦ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْآنَ لِلذِّكْرِ
پھر ہمارا عذاب اور ڈرانا کیسا ثابت ہوا (۱۶) اور ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کردیا ہے تو
فَهَلْ مِنْ مُدَّكِرٍ ۝١٧ كَذَّبَتْ عَادٌ فَكَيْفَ كَانَ عَذَابِي وَ
کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے (۱۷) اور قومِ عاد نے بھی تکذیب کی تو ہمارا عذاب اور
نُذُرِ ۝١٨ إِنَّا أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي يَوْمِ
ڈرانا کیسا رہا (۱۸) ہم نے ان کے اوپر تیز و تند آندھی بھیج دی ایک مسلسل نحوست والے

عربی حاشیہ

اعضاء مخالف گواہی دینے والے، دنیاداروں کی شفاعت کے راستے بند، واپسی کا امکان معدوم، مائیں بچوں سے غافل، نشہ کی جیسی کیفیت۔ اب یہ دن مشکل نہ ہوگا تو کون سا دن مشکل ہوگا۔

4- خشع۔ خاشع کی جمع ہے یعنی اظہار ذلت کرنے والا۔

اجداث۔ جدث کی جمع ہے یعنی قبر۔

جراد منتشر۔ ٹڈی دل اور یہ اشارہ ہے میدانِ حشر میں افراد کی کثرت کی طرف اور اس مسئلہ کی طرف کہ حشر ونشر روح وجسم دونوں کے ساتھ ہوگا۔

مہطعین۔ تیزی کے ساتھ دوڑتے ہوئے۔

وازدجر۔ یعنی نوح کو دیوانہ بھی کہا گیا ہے اور تبلیغ سے روکا بھی گیا جب کہ دیوانہ پر پابندی عائد نہیں کی جاتی ہے۔ جو علامت ہے کہ قوم انھیں دیوانہ کہہ رہی تھی اور عقلمند سمجھ رہی تھی۔

اردو حاشیہ

(۲) مالک کائنات نے پیغمبر اسلامؐ کو اطمینان دلانے کیلئے جناب نوحؑ کا قصہ بیان کیا اور اس میں چند خصوصیات کی طرف امت پیغمبرؐ کو توجہ دلائی:۔

۱۔ قوم نوحؑ نے نوحؑ کی نہیں ہمارے ایک بندے کی تکذیب کی تھی اور ہمارے بندے کی تکذیب اصل میں ہماری تکذیب ہے۔

۲۔ نوحؑ نے خود مقابلہ کرنے کے بجائے ہمارے اوپر بھروسہ کیا اور ہم سے دعا کر کے مسئلہ کو ہماری مصلحت کے حوالے کر دیا تھا تو ہم نے ان سے انتقام کا انتظام کر دیا تھا۔

۳۔ ہم نے موسلا دھار بارش اور طوفان سے ان کی امداد کی تھی تا کہ یہ واضح رہے کہ ہماری امداد کے وسائل محدود نہیں ہیں اور ہم جدید ترین وسائل اختیار کر سکتے ہیں۔

۴۔ ہم نے نوحؑ کو غیبی ذریعہ سے نہیں بچایا بلکہ معمولی کشتی ہی کو اتنا طاقتور بنا دیا کہ طوفانوں کا مقابلہ کر سکے اس لئے کہ طاقت دینا ہمارا ہی کام ہے اور ہمیں غیبی وسائل کی بھی ضرورت نہیں ہے۔

۵۔ نوحؑ کی کشتی ہمارے اشاروں پر چل رہی تھی اور یہی اس کی نجات کا فلسفہ تھا کہ جو ہمارے اشاروں پر چلتا ہے نجات اور کامیابی اسی کا حصہ ہے۔

نَحۡسٍ مُّسۡتَمِرٍّ ﴿۱۹﴾ تَنۡزِعُ النَّاسَ ۙ كَاَنَّهُمۡ اَعۡجَازُ نَخۡلٍ

منحوس دن میں (۱۹) جو لوگوں کو جگہ سے یوں اُٹھا لیتی تھی جیسے اکھڑے ہوئے کھجور کے

مُّنۡقَعِرٍ ﴿۲۰﴾ فَكَيۡفَ كَانَ عَذَابِىۡ وَنُذُرِ ﴿۲۱﴾ وَلَقَدۡ يَسَّرۡنَا

تنے ہوں (۲۰) پھر دیکھو ہمارا عذاب اور ڈرانا کیسا ثابت ہوا (۲۱) اور ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے

ع ۱ ۲۲ ۸ — الۡقُرۡاٰنَ لِلذِّكۡرِ فَهَلۡ مِنۡ مُّدَّكِرٍ ﴿۲۲﴾ ع كَذَّبَتۡ ثَمُوۡدُ بِالنُّذُرِ ﴿۲۳﴾

آسان کردیا ہے تو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے (۲۲) اور ثمود نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا (۲۳)

فَقَالُوۡۤا اَبَشَرًا مِّنَّا وَاحِدًا نَّتَّبِعُهٗۤ ۙ اِنَّاۤ اِذًا لَّفِىۡ ضَلٰلٍ وَّ

اور کہہ دیا کہ کیا ہم اپنے ہی میں سے ایک شخص کا اتباع کرلیں اس طرح تو ہم گمراہی اور دیوانگی کا شکار

سُعُرٍ ﴿۲۴﴾ ءَاُلۡقِىَ الذِّكۡرُ عَلَيۡهِ مِنۡۢ بَيۡنِنَا بَلۡ هُوَ كَذَّابٌ

ہوجائیں گے (۲۴) کیا ہم سب کے درمیان ذکر صرف اسی پر نازل ہوا ہے درحقیقت یہ جھوٹا ہے اور بڑائی کا

اَشِرٌ ﴿۲۵﴾ سَيَعۡلَمُوۡنَ غَدًا مَّنِ الۡكَذَّابُ الۡاَشِرُ ﴿۲۶﴾ اِنَّا

طلبگار ہے (۲۵) تو عنقریب کل ہی انہیں معلوم ہوجائے گا جھوٹا اور متکبر کون ہے (۲۶) ہم ان کے

مُرۡسِلُوا النَّاقَةِ فِتۡنَةً لَّهُمۡ فَارۡتَقِبۡهُمۡ وَاصۡطَبِرۡ ﴿۲۷﴾ ز

امتحان کے لئے ایک اونٹنی بھیجنے والے ہیں لہٰذا تم اس کا انتظار کرو اور صبر سے کام لو (۲۷)

وَنَبِّئۡهُمۡ اَنَّ الۡمَآءَ قِسۡمَةٌۢ بَيۡنَهُمۡ ۚ كُلُّ شِرۡبٍ مُّحۡتَضَرٌ ﴿۲۸﴾

اور انہیں باخبر کردو کہ پانی ان کے درمیان تقسیم ہوگا اور ہر ایک کو اپنی باری پر حاضر ہونا چاہئے (۲۸)

فَنَادَوۡا صَاحِبَهُمۡ فَتَعَاطٰى فَعَقَرَ ﴿۲۹﴾ فَكَيۡفَ كَانَ عَذَابِىۡ

تو ان لوگوں نے اپنے ساتھی کو آواز دی اور اس نے اونٹنی کو پکڑ کر اس کی کونچیں کاٹ دیں (۲۹) پھر سب نے دیکھا کہ

عربی حاشیہ

ماء منھمر۔ تیز رفتار اور موسلا دھار بارش۔

دسر۔ دسار کی جمع ہے یعنی کیلیں۔

مدکر۔ عبرت حاصل کرنے والا۔

صرصر۔ اگر صر سے مشتق ہے تو اس کے معنی ہیں انتہائی ٹھنڈی اور اگر صریر سے مشتق ہے تو اس کے معنی ہیں زناٹے داز۔

اَعجاز۔ نیچے کا حصہ تنا۔

منقعر۔ اکھڑا ہوا۔

سُعر۔ جنون۔

اشر۔ مغرور و متکبر۔

ف: واضح رہے کہ روایات میں بعض دنوں کے نیک وبد ہونے کا تذکرہ حوادث اور واقعات سے وابستہ کیا گیا ہے تا کہ انسان ان واقعات کو یاد رکھے اور ان سے عبرت حاصل کرے نہ یہ کہ ساری ذمہ داری دنوں پر ڈال دے اور بے حس بن جائے۔

ف: آیت نمبر ۲۹ میں اونٹنی کا عقر ایک شخص کی طرف منسوب کیا گیا ہے جب کہ سورہ

اردو حاشیہ

واضح رہے کہ پیغمبر اسلامؐ نے اہلبیتؑ کو امت کیلئے کشتی نوحؑ کی مثال قرار دیا ہے تا کہ لوگ ان کی ظاہری حیثیت پر نگاہ نہ کریں اور انکے درجات تقرب کو دیکھ کر ان سے وابستہ ہو جائیں ورنہ دنیا اور آخرت دونوں کے طوفان سے بچانے والا کوئی نہیں ہے۔

حیرت کی بات ہے کہ اس ارشاد گرامی کے باوجود امت اسلامیہ نے اہلبیتؑ طاہرین سے تمسک کرنے کے بجائے ان کی تکذیب شروع کر دی اور بالآخر انہیں سے انحراف کرلیا اور ایسے افراد کا اتباع کرلیا جن کے نجات دلانے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے ان کی خود اپنی نجات کا بھی کوئی بھروسہ نہیں ہے۔

وَنُذُرِ ﴿۳۰﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ صَيْحَةً وَّاحِدَةً فَكَانُوْا

ہمارا عذاب اور ڈرانا کیسا ثابت ہوا (۳۰) ہم نے ان کے اوپر ایک چنگھاڑ کو بھیج دیا تو یہ سب کے سب

كَهَشِيْمِ الْمُحْتَظِرِ ﴿۳۱﴾ وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ

باڑے کے بھوسے کی طرح ہوگئے (۳۱) اور ہم نے قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کردیا ہے تو کیا کوئی نصیحت

مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۳۲﴾ كَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطٍۢ بِالنُّذُرِ ﴿۳۳﴾ اِنَّآ اَرْسَلْنَا

حاصل کرنے والا ہے (۳۲) اور قوم لوط نے بھی پیغمبروں کو جھٹلایا (۳۳) تو ہم نے ان کے اوپر

عَلَيْهِمْ حَاصِبًا اِلَّآ اٰلَ لُوْطٍ ؕ نَجَّيْنٰهُمْ بِسَحَرٍ ﴿۳۴﴾ۙ نِّعْمَةً مِّنْ

پتھر برسائے صرف لوط کی آل کے علاوہ کہ ان کو سحر کے ہنگام ہی بچا لیا (۳۴) یہ ہماری ایک نعمت تھی

عِنْدِنَا ؕ كَذٰلِكَ نَجْزِيْ مَنْ شَكَرَ ﴿۳۵﴾ وَلَقَدْ اَنْذَرَهُمْ

اور اسی طرح ہم شکر گزار بندوں کو جزا دیتے ہیں (۳۵) اور لوط نے انہیں ہماری گرفت سے ڈرایا

بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا بِالنُّذُرِ ﴿۳۶﴾ وَلَقَدْ رَاوَدُوْهُ عَنْ ضَيْفِهٖ

لیکن ان لوگوں نے ڈرانے ہی میں شک کیا (۳۶) اور ان سے مہمان کے بارے میں ناجائز مطالبات کرنے لگے

فَطَمَسْنَآ اَعْيُنَهُمْ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۷﴾ وَلَقَدْ صَبَّحَهُمْ

تو ہم نے ان کی آنکھوں کو اندھا کردیا کہ اب عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو (۳۷) اور ان کے اوپر صبح سویرے

بُكْرَةً عَذَابٌ مُّسْتَقِرٌّ ﴿۳۸﴾ۚ فَذُوْقُوْا عَذَابِيْ وَنُذُرِ ﴿۳۹﴾ وَلَقَدْ

نہ ٹلنے والا عذاب نازل ہوگیا (۳۸) کہ اب ہمارے عذاب اور ڈرانے کا مزہ چکھو (۳۹) اور ہم نے

يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿۴۰﴾ؑ وَلَقَدْ جَآءَ

قرآن کو نصیحت کے لئے آسان کردیا ہے تو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے (۴۰) اور فرعون والوں

ع ۲ ۱۸/۹

عربی حاشیہ

والشمّس میں فعقروھا کہا گیا ہے۔ شائد اس کا راز یہ ہے کہ ساری قوم نے اجتماعی طور پر منصوبہ بنایا تھا لہٰذا عمل سب کی طرف منسوب کردیا گیا چاہے انجام دینے والا ایک ہی شخص کیوں نہ ہو اس لئے کہ جرم کا مجرم فقط عامل نہیں ہوتا ہے بلکہ اس کے عمل سے اتفاق کرنے والے بھی مجرم ہی قرار پاتے ہیں۔

محتضر۔ یعنی ہرایک اپنی اپنی باری پرحاضر ہو۔

تعاطی۔ بعض حضرات کا خیال ہے کہ قدار بن سالف نے جامِ شراب لیا اور مست ہوکر ناقہ کی کونچیں کاٹ دیں اور بعض حضرات کے نزدیک اس نے ناقہ کو بڑھ کر پکڑ لیا اور اس کی کونچیں کاٹ دیں۔

محتظر۔ جو شخص اپنے جانوروں کے چارہ وغیرہ کو جمع کرنے کے لئے ایک باڑہ بنالیتا ہے۔

واضح رہے کہ پہلا محتضر ض سے ہے اور

اردو حاشیہ

(۳) کس قدر بے حیا تھی یہ قوم کہ اس نے نبی کی بات نہیں مانی اور اس کا مذاق اڑایا اور ذلت میں اس منزل پر پہنچ گئے کہ جب جناب لوط کے پاس مہمان آئے تو وہ انہیں سے کہنے لگے کہ ان کو ہمارے حوالے کردو ہم ان کے ساتھ جنسی عمل انجام دیں گے۔ حقیقتاً یہ قوم اسی بات کی حقدار تھی کہ اسے سرے سے تباہ و برباد کردیا جاتا مگر افسوس کہ آج کی ترقی پسند دنیا ان واقعات سے عبرت حاصل نہیں کرتی پڑھے لکھے معاشرے تیزی سے اس بے حیائی کے راستے پر چلے جارہے ہیں اور وہ وقت دور نہیں ہے جب قوم لوط کی طرح ان کا بھی تختہ الٹ دیا جائے اور یہ تباہی کے گھاٹ اتر جائیں۔

(۴) اس آیت کریمہ کو چار مرتبہ دہرایا گیا ہے۔ قصہ نوح کے بعد، قصہ ہود کے بعد، قصہ صالح کے بعد اور قصہ لوط کے بعد اور امت اسلامیہ کو بار بار توجہ دلائی گئی ہے کہ ان چاروں قوموں کے حالات اور ان کی تباہی سے سبق حاصل کرو اور کفار کو بھی متوجہ کرو کہ تمہاری طاقت گزشتہ اقوام کی طاقت سے زیادہ نہیں ہے اور عذاب الٰہی کو دنیا کی کوئی طاقت روک نہیں سکتی ہے۔

اٰلَ فِرْعَوْنَ النُّذُرُ ﴿٤١﴾ ج كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا كُلِّهَا فَاَخَذْنٰهُمْ

تک بھی پیغمبر آئے (۴۱) تو انہوں نے ہماری ساری نشانیوں کا انکار کر دیا تو ہم نے بھی ایک زبردست صاحبِ اقتدار کی

اَخْذَ عَزِيْزٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿٤٢﴾ اَكُفَّارُكُمْ خَيْرٌ مِّنْ اُولٰٓئِكُمْ

طرح انہیں اپنی گرفت میں لے لیا (۴۲) تو کیا تمہارے کفار ان سب سے بہتر ہیں یا ان کے لئے

اَمْ لَكُمْ بَرَآءَةٌ فِي الزُّبُرِ ﴿٤٣﴾ ج اَمْ يَقُوْلُوْنَ نَحْنُ جَمِيْعٌ

کتابوں میں کوئی معافی نامہ لکھ دیا گیا ہے (۴۳) یا ان کا کہنا یہ ہے کہ ہمارے پاس بڑی جماعت ہے جو ایک دوسرے کی

مُّنْتَصِرٌ ﴿٤٤﴾ سَيُهْزَمُ الْجَمْعُ وَيُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ﴿٤٥﴾ بَلِ

مدد کرنے والی ہے (۴۴) عنقریب یہ جماعت شکست کھا جائے گی اور سب پیٹھ پھیر کر بھاگ جائیں گے (۴۵) بلکہ

السَّاعَةُ مَوْعِدُهُمْ وَالسَّاعَةُ اَدْهٰى وَاَمَرُّ ﴿٤٦﴾ اِنَّ

ان کا موعد قیامت کا ہے اور قیامت انتہائی سخت اور تلخ حقیقت ہے (۴۶) بیشک

الْمُجْرِمِيْنَ فِيْ ضَلٰلٍ وَّسُعُرٍ ﴿٤٧﴾ يَوْمَ يُسْحَبُوْنَ فِي النَّارِ (وقف لازم)

مجرمین گمراہی اور دیوانگی میں مبتلا ہیں (۴۷) قیامت کے دن یہ آگ پر

عَلٰى وُجُوْهِهِمْ ط ذُوْقُوْا مَسَّ سَقَرَ ﴿٤٨﴾ اِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنٰهُ

منہ کے بل کھینچے جائیں گے کہ اب جہنم کا مزہ چکھو (۴۸) بیشک ہم نے ہر شے کو ایک اندازہ کے مطابق

بِقَدَرٍ ﴿٤٩﴾ وَمَآ اَمْرُنَآ اِلَّا وَاحِدَةٌ كَلَمْحٍ بِالْبَصَرِ ﴿٥٠﴾ وَلَقَدْ

پیدا کیا ہے (۴۹) اور ہمارا حکم پلک جھپکنے کی طرح کی ایک بات ہے (۵۰) اور ہم نے

اَهْلَكْنَآ اَشْيَاعَكُمْ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ ﴿٥١﴾ وَكُلُّ شَيْءٍ

تمہارے ساتھیوں کو پہلے ہی ہلاک کر دیا ہے تو کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے (۵۱) اور ان لوگوں نے

عربی حاشیہ

اس کے ض پر زبر ہے اور یہ محتظر ظ سے ہے اور اس کے ظ پر زیر ہے جو حظیرہ سے نکالا گیا ہے۔

حاصب۔ وہ ہوا جو کنکر پتھر اڑا کر لے آتی ہے۔

ضیف۔ اسم جنس ہے جس کا اطلاق واحد اور جمع دونوں پر ہوتا ہے۔

عذاب مستقر۔ وہ عذاب جو اس وقت تک ثابت رہے جب تک کہ قوم فنا نہ ہو جائے۔

زُبُر۔ زبور کی جمع ہے یعنی کتابیں سُعر۔ سعیر کی جمع ہے یعنی آگ۔

ف: آیت نمبر ۴۵ کی پیش گوئی وہ بھی مکہ کی سورت میں اعجاز قرآن کی ایک عظیم دلیل ہے جس نے اس کی حقانیت کو مختلف معرکوں میں ثابت کر کے دکھلا دیا ہے۔

ف: کمال بلاغت یہ ہے کہ سورۃ قمر کا آغاز قیامت کے اضطراب سے ہوا تھا اور اس کا اختتام جنت کے سکون پر ہوا ہے تا کہ یہ

اردو حاشیہ

(۵) کفار کو اپنی طاقت کا بڑا غرور تھا اور وہ بات بات پر رسول اکرمؐ کا مذاق اڑایا کرتے تھے لیکن انہیں پہلے ہی مقابلہ میں طاقت کا حال معلوم ہو گیا جب بدر کے معرکے میں نہتے مسلمانوں سے شکست کھا کر میدان سے فرار کر گئے اور ذلت ان کا مقدر بن گئی اور قدرت نے واضح کر دیا کہ ہم پر اعتماد کرنے والے ہمیشہ فاتح اور کامیاب ہوتے ہیں اور ہماری نشانیوں کا مذاق اڑانے والے ہمیشہ ذلت اور رسوائی کا شکار رہتے ہیں۔

(۶) قادر مطلق زمان و مکان کا محتاج نہیں ہے۔ اس کا حکم نتیجہ کے ساتھ ہی ظاہر ہوتا ہے اور درحقیقت عمل اور نتیجہ ہی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے کوئی حکم دیا تھا ورنہ کسی کو حکم کا اندازہ بھی نہ ہوتا۔ پلک جھپکنے کی تعبیر فقط افہام و تفہیم کیلئے ہے ورنہ اتنی دیر میں تو بندہ تخت بلقیس کو ملک سبا سے لا کر سلیمان کے سامنے حاضر کر سکتا ہے مالک کائنات کی طاقت و قدرت کا کون اندازہ کر سکتا ہے۔

فَعَلُوْهُ فِي الزُّبُرِ ﴿۵۲﴾ وَكُلُّ صَغِيْرٍ وَّكَبِيْرٍ مُّسْتَطَرٌ ﴿۵۳﴾

جو کچھ بھی کیا ہے سب نامہ اعمال میں محفوظ ہے (۵۲) اور ہر چھوٹا اور بڑا عمل اس میں درج کردیا گیا ہے (۵۳)

اِنَّ الْمُتَّقِيْنَ فِيْ جَنّٰتٍ وَّنَهَرٍ ﴿۵۴﴾ فِيْ مَقْعَدِ صِدْقٍ عِنْدَ

بیشک صاحبانِ تقویٰ باغات اور نہروں کے درمیان ہوں گے (۵۴) اس پاکیزہ مقام پر جو صاحبِ اقتدار

مَلِيْكٍ مُّقْتَدِرٍ ﴿۵۵﴾ ع

بادشاہ کی بارگاہ میں ہے (۵۵)

ع ۱۵ ۳ ۱۰

ایاتھا ۷۸ ۵۵ سُوْرَةُ الرَّحْمٰنِ مَدَنِيَّةٌ ۹۷ رکوعاتھا ۳

سورہ رحمٰن

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

اَلرَّحْمٰنُ ﴿۱﴾ عَلَّمَ الْقُرْاٰنَ ﴿۲﴾ خَلَقَ الْاِنْسَانَ ﴿۳﴾ عَلَّمَهُ

وہ خدا بڑا مہربان ہے (۱) اس نے قرآن کی تعلیم دی ہے (۲) انسان کو پیدا کیا ہے (۳) اور اسے بیان

الْبَيَانَ ﴿۴﴾ اَلشَّمْسُ وَالْقَمَرُ بِحُسْبَانٍ ﴿۵﴾ وَّالنَّجْمُ وَالشَّجَرُ

سکھایا ہے (۴) آفتاب و ماہتاب سب اسی کے مقرر کردہ حساب کے ساتھ چل رہے ہیں (۵) اور بوٹیاں بیلیں اور

يَسْجُدٰنِ ﴿۶﴾ وَالسَّمَآءَ رَفَعَهَا وَوَضَعَ الْمِيْزَانَ ﴿۷﴾ اَلَّا تَطْغَوْا

درخت سب اسی کا سجدہ کررہے ہیں (۶) اس نے آسمان کو بلند کیا ہے اور انصاف کی ترازو قائم کی ہے (۷) تاکہ تم لوگ

فِي الْمِيْزَانِ ﴿۸﴾ وَاَقِيْمُوا الْوَزْنَ بِالْقِسْطِ وَلَا تُخْسِرُوا الْمِيْزَانَ ﴿۹﴾

وزن میں حد سے تجاوز نہ کرو (۸) اور انصاف کے ساتھ وزن کو قائم کرو اور تولنے میں کم نہ تولو (۹)

عربی حاشیہ

امر واضح ہو جائے کہ یہ اضطراب متقین کے علاوہ دوسرے افراد کے لئے ہے اور متقین کا انجام ہمیشہ بخیر ہے۔

مدکر۔ نصیحت حاصل کرنے والا۔

زبر۔ زبور کی جمع ہے یعنی نامہ اعمال۔

مستطر یعنی مسطور۔ لکھا ہوا۔

نہر۔ اسم جنس ہے۔ اس کا اطلاق ہر نہر پر ہوتا ہے۔

بیان۔ قوت اظہار جس سے انسان اپنے دلی مقاصد کو دوسروں تک منتقل کر دیتا ہے۔

حسبان۔ حساب اور پیمانہ کے مطابق۔

نجم۔ زمین سے اگنے والی چیز جس میں تنہ نہ ہو۔

اکمام۔ کم کی جمع ہے یعنی پھلوں پر چڑھا ہوا غلاف اور اس کا ظرف۔

عصف۔ درخت کے پتے۔

ریحان۔ خوشبودار گھاس۔

صلصال۔ خشک مٹی جو پکائی نہ گئی ہو۔

اردو حاشیہ

(۱) اس سورہ مبارکہ میں لفظ رحمان صفت کے بجائے نام کے طور پر استعمال ہوا ہے جو اس کے کمال رحمت کا اعلان ہے جس کا سب سے اہم مظہر تعلیم قرآن ہے کہ اس سے بالاتر کوئی رحمت اور نعمت نہیں ہے۔ اس کے بعد خلقت انسان اور بیان کا مرحلہ آتا ہے تاکہ انسان تعلیم قرآن کو حقیر نہ سمجھے اور اسے یہ احساس رہے کہ بیان اور اظہار کا سارا کمال یہ ہے کہ اسے تعلیم قرآن کے زیر اثر ہونا چاہیے اور اس سے منحرف نہیں ہونا چاہیے جس طرح کہ اس نے خلقت انسان کا امتیاز یہ قرار دیا ہے کہ اسے تعلیم قرآن کے زیر اثر رکھا ہے ورنہ مادی اعتبار سے تو بعض اوقات جانور بھی انسان سے آگے نکل جاتے ہیں۔

(۲) انسان کو تمام معاملات میں عدل وانصاف اور وزن ومقدار کا صحیح خیال رکھنا چاہیے جس طرح قادر مطلق نے کل کائنات کی تخلیق میں توازن سے کام لیا ہے اور اسے آخر تک برقرار رکھا ہے۔

وَالْاَرْضَ وَضَعَهَا لِلْاَنَامِ ۝١٠ فِيْهَا فَاكِهَةٌ ۙ وَّالنَّخْلُ
اور اسی نے زمین کو انسانوں کے لئے وضع کیا ہے (۱۰) اس میں میوے ہیں اور وہ کھجوریں ہیں جن کے
ذَاتُ الْاَكْمَامِ ۝١١ وَالْحَبُّ ذُو الْعَصْفِ وَالرَّيْحَانُ ۝١٢
خوشوں پر غلاف چڑھے ہوئے ہیں (۱۱) وہ دانے ہیں جن کے ساتھ بھس ہوتا ہے اور خوشبودار پھول بھی ہیں (۱۲)
فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝١٣ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ
اب تم دونوں اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے (۱۳) اس نے انسان کو ٹھیکرے کی طرح
صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۝١٤ وَخَلَقَ الْجَاۗنَّ مِنْ مَّارِجٍ مِّنْ
کھنکھناتی ہوئی مٹی سے پیدا کیا ہے (۱۴) اور جنات کو آگ کے شعلوں سے
نَّارٍ ۝١٥ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝١٦ رَبُّ الْمَشْرِقَيْنِ
پیدا کیا ہے (۱۵) تو تم دونوں اپنے پروردگار کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے (۱۶) وہ چاند اور سورج دونوں کے
وَرَبُّ الْمَغْرِبَيْنِ ۝١٧ فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝١٨ مَرَجَ
مشرق اور مغرب کا مالک ہے (۱۷) پھر تم دونوں اپنی رب کی کن کن نعمتوں کو جھٹلاؤ گے (۱۸) اس نے دو دریا بہائے ہیں
الْبَحْرَيْنِ يَلْتَقِيٰنِ ۝١٩ بَيْنَهُمَا بَرْزَخٌ لَّا يَبْغِيٰنِ ۝٢٠ فَبِاَيِّ
جو آپس میں مل جاتے ہیں (۱۹) ان کے درمیان حدِ فاصل ہے کہ ایک دوسرے پر زیادتی نہیں کر سکتے (۲۰) تو تم اپنے
اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝٢١ يَخْرُجُ مِنْهُمَا اللُّؤْلُؤُ وَالْمَرْجَانُ ۝٢٢
رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے (۲۱) ان دونوں دریاؤں سے موتی اور مونگے برآمد ہوتے ہیں (۲۲)
فَبِاَيِّ اٰلَاۗءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ۝٢٣ وَلَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ فِي
تو تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے (۲۳) اسی کے وہ جہاز بھی ہیں جو دریا میں پہاڑوں کی طرح

عربی حاشیہ

فخار۔ پکائی ہوئی مٹی۔

مارج۔ وہ تیز شعلہ جس میں دھویں کا گزر نہ ہو۔

یہ قدرت پروردگار کا کرشمہ ہے کہ دنیا آگ سے فنا ہو جاتی ہے اور اس نے جنات کو آگ ہی سے پیدا کر دیا ہے اور پھر باقی بھی رکھا ہے کہ وہ مٹی کی مخلوق بنا سکتا ہے تو آگ کی مخلوق بھی تیار کر سکتا ہے۔ اس کی قدرت کاملہ کے لئے کوئی شے مشکل نہیں ہے۔

ف: علم بیان کا تعلق گویائی سے بھی ہو سکتا ہے اور دیگر طرق اظہار سے بھی اور دونوں صورتوں میں یہ ایک عظیم نعمت اور پیچیدہ ترین عمل ہے۔ آواز کا زبان سے نکلنا، آواز کا لغت کی شکل اختیار کرنا، لغات کا مفاہیم کے اعتبار سے مرتب ہونا ایک ناقابل فہم وادراک نعمتِ پروردگار ہے۔

ف: بعض حضرات نے دو دریاؤں سے گلف اسٹریم کی طرف اشارہ کیا ہے جو سمندر کے اندر

اردو حاشیہ

(۳) یہ ایک خطاب عام بھی ہے کہ اس کی نعمتیں انسان اور جنات دونوں کیلئے ہیں لہٰذا دونوں میں سے کسی کو انکار کرنے کا حق نہیں ہے اور نعمتیں اس قدر فراواں ہیں کہ انسان یا جنات کہاں تک انکار کریں گے اور کس کس نعمت کی تکذیب کریں گے اور بعض روایات کی بنا پر یہ احتمال بھی ہے کہ ''ربکما'' کا خطاب کسی مخصوص قسم کے دو انسانوں ہی سے ہو جن کی سرشت میں ہر نعمت خدا کا انکار شامل ہے اور ان کا کام رحمت الٰہی کی تکذیب اور نعمت خدا کی توہین کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔

(۴) سیوطی نے درمنثور میں نقل کیا ہے کہ بحرین سے مراد علیؑ و فاطمہؑ ہیں اور برزخ سے مراد رسول اکرمؐ ہیں اور لولو و مرجان حسنؑ و حسینؑ کی قرآنی تعبیر ہے۔

اور ظاہر ہے کہ یہ تطبیق ہے تفسیر نہیں ہے کہ اس پر تفسیر باطنی کا الزام لگایا جا سکے یا اس طرح تفسیر کا ایک نیا دروازہ کھل جانے کا الزام لگایا جا سکے جس طرح کہ بعض علماء اسلام نے یہ طریقۂ کار اختیار کیا ہے۔

ع ٢٥ ١١ الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ﴿٢٤﴾ ج فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٢٥﴾ ع

کھڑے رہتے ہیں (۲۴) تو تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاو گے (۲۵)

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿٢٦﴾ صلے وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَ

جوبھی روئے زمین پر ہے سب فنا ہوجانے والے ہیں (۲۶) صرف تمہارے رب کی ذات جو صاحبِ جلال واکرام ہے

الْإِكْرَامِ ﴿٢٧﴾ ج فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٢٨﴾ يَسْأَلُهُ مَنْ

وہی باقی رہنے والی ہے (۲۷) تو تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاو گے (۲۸) آسمان و زمین میں

فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ط كُلَّ يَوْمٍ هُوَ فِي شَأْنٍ ﴿٢٩﴾ ج فَبِأَيِّ

جو بھی ہے سب اسی سے سوال کرتے ہیں اور وہ ہر روز ایک نئی شان والا ہے (۲۹) تو تم اپنے رب کی

آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٣٠﴾ سَنَفْرُغُ لَكُمْ أَيُّهَ الثَّقَلَانِ ﴿٣١﴾ ج

کس کس نعمت کو جھٹلاو گے (۳۰) اے دونوں گروہو ہم عنقریب ہی تمہاری طرف متوجہ ہوں گے (۳۱)

فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبَانِ ﴿٣٢﴾ يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ وَالْإِنْسِ

تو تم اپنے پروردگار کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے (۳۲) اے گروہِ جن و انس اگر تم میں

إِنِ اسْتَطَعْتُمْ أَنْ تَنْفُذُوا مِنْ أَقْطَارِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ

قدرت ہو کہ آسمان و زمین کے اطرف سے باہر نکل جاو تو نکل جاو مگر یاد رکھو

فَانْفُذُوا ط لَا تَنْفُذُونَ إِلَّا بِسُلْطَانٍ ﴿٣٣﴾ ج فَبِأَيِّ آلَاءِ رَبِّكُمَا

کہ تم قوت اور غلبہ کے بغیر نہیں نکل سکتے ہو (۳۳) تو تم اپنے پروردگار کی کس کس نعمت کا

تُكَذِّبَانِ ﴿٣٤﴾ يُرْسَلُ عَلَيْكُمَا شُوَاظٌ مِنْ نَارٍ لا وَنُحَاسٌ فَلَا

انکار کرو گے (۳۴) تمہارے اوپر آگ کا سبز شعلہ اور دھواں چھوڑ دیا جائے گا تو تم دونوں

عربی حاشیہ

شیریں پانی کے دریا ہیں اور ان کا اپنا الگ مستقل وجود ہے جس کے بے شمار فوائد بھی دریافت کر لئے گئے ہیں۔

مشرقین اور مغربین بعض حضرات کے نزدیک چاند اور سورج کے مشرق ومغرب ہیں اور بعض کے نزدیک ایک سورج ہی کے دو مشرق ہیں ایک گرمی کے زمانے کا اور ایک سردی کے زمانے کا۔

بحرین۔ دو قسم کے دریا ہیں جن میں ایک شیریں ہے اور ایک نمکین اور عام طور سے میٹھے پانی میں موتی کا نہ ہونا دلیل نہیں ہے کہ ایسا نہیں ہوسکتا ہے۔ قدرت خدا سے کوئی شے بعید نہیں ہے۔

جوار۔ کشتیاں۔

اعلام۔ پہاڑ۔

وجہ رب۔ ذاتِ خدا۔

سنفرغ لکم۔ یعنی عنقریب تمھارا مکمل حساب کریں گے نہ یہ کہ سب کام چھوڑ کر

اردو حاشیہ

(۵) کس قدر مہربان ہے وہ پروردگار جس نے اپنی بقاء کا اعلان اپنے جلال کے ذریعہ کیا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی اپنے بندوں کا دل رکھنے کیلئے اپنے صاحب اکرام ہونے کا بھی اعلان کر دیا ہے تا کہ انسان نہ رحمت خدا سے مایوس ہونے پائے اور نہ عذاب الٰہی کی طرف سے مطمئن ہونے پائے اور ایک درمیانی زندگی گزارے جس میں ایک طرف امید ہو اور ایک طرف خوف امید نیکیوں کا حوصلہ پیدا کرے اور خوف برائیوں کی راہ میں حائل ہو جائے۔

(۶) ظاہری اعتبار سے یہ ایک حقیقت ہے کہ اطراف سماوات سے باہر نکلنا وسائل قوت کے بغیر ممکن نہیں ہے اور وسائل کے ساتھ ممکن ہے اور معنوی اعتبار سے خدائی گرفت سے بچنا بغیر توبہ اور استغفار کے ممکن نہیں ہے۔ توبہ واستغفار کے ذریعہ انسان خدائی گرفت اور عذاب سے بھی باہر نکل سکتا ہے کہ اس نے خود ہی یہ ذریعہ تعلیم کیا ہے اور توبہ کے قبول کرنے کا وعدہ کیا ہے کہ اس طرح انسان میرے عذاب کی گرفت سے نکل سکتا ہے کہ توبہ میری بارگاہ میں محبوب ترین عمل ہے اور میں توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہوں اور کھلی ہوئی بات ہے کہ جسے محبوب بنا لیتا ہوں اس پر عذاب نہیں کر سکتا محبوب کی جگہ جنت النعیم ہے، عذاب جحیم نہیں ہے۔

تَنْتَصِرٰنِ ﴿٣٥﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٦﴾ فَاِذَا انْشَقَّتِ

کسی طرح نہیں روک سکتے ہو (۳۵) پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے (۳۶) پھر جب آسمان

السَّمَآءُ فَكَانَتْ وَرْدَةً كَالدِّهَانِ ﴿٣٧﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

پھٹ کر تیل کی طرح سرخ ہوجائے گا (۳۷) تو تم اپنے پروردگار کی کس کس نعمت کا

تُكَذِّبٰنِ ﴿٣٨﴾ فَيَوْمَئِذٍ لَّا يُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖٓ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ﴿٣٩﴾

انکار کرو گے (۳۸) پھر اس دن کسی انسان یا جن سے اس کے گناہ کے بارے میں سوال نہیں کیا جائے گا (۳۹)

فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٠﴾ يُعْرَفُ الْمُجْرِمُوْنَ بِسِيْمٰهُمْ

تو پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے (۴۰) مجرم افراد تو اپنی نشانی ہی سے

فَيُؤْخَذُ بِالنَّوَاصِيْ وَالْاَقْدَامِ ﴿٤١﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

پہچان لئے جائیں گے پھر پیشانی اور پیروں سے پکڑ لئے جائیں گے (۴۱) تو تم اپنے رب کی کس کس نعمت کا

وقف لازم

تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٢﴾ هٰذِهٖ جَهَنَّمُ الَّتِيْ يُكَذِّبُ بِهَا الْمُجْرِمُوْنَ ﴿٤٣﴾

انکار کرو گے (۴۲) یہی وہ جہنم ہے جس کا مجرمین انکار کررہے تھے (۴۳)

يَطُوْفُوْنَ بَيْنَهَا وَبَيْنَ حَمِيْمٍ اٰنٍ ﴿٤٤﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

اب اس کے اور کھولتے ہوئے پانی کے درمیان چکر لگاتے پھریں گے (۴۴) پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار

ع ۲ ۲۰ ۱۲

تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٥﴾ وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ ﴿٤٦﴾ فَبِاَيِّ

کرو گے (۴۵) اور جو شخص بھی اپنے رب کی بارگاہ میں کھڑے ہونے سے ڈرتا ہے اس کے لئے دودوغات ہیں (۴۶) پھر تم

اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿٤٧﴾ ذَوَاتَآ اَفْنَانٍ ﴿٤٨﴾ فَبِاَيِّ اٰلَآءِ

اپنے پروردگار کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے (۴۷) اور دونوں باغات درختوں کی ٹہنیوں و میووں سے لدے ہوں گے (۴۸) پھر تم

عربی حاشیہ

تمھارے لئے وقت نکالیں گے کہ یہ بات شانِ خدا کے خلاف ہے۔

ثقلان۔ انسان اور جنات ہیں اور حدیث ثقلین میں اس لفظ سے قرآن اور اہلبیتؑ مراد ہیں۔

شواظ۔ وہ آگ جس میں دھواں نہ ہو۔

وردۃ۔ گلاب کا رنگ۔

دہان۔ تیل۔

ف: آیت نمبر ۲۹ دنیا کے تمام تغیرات میں قدرت کی جلوہ نمائی کی طرف اشارہ ہے اور حرکتِ جوہری کے نظریہ کی بنا پر ہر آن کائنات کو ایک نیا وجود حاصل ہوتا ہے اور یہ نیا وجود مالک کائنات کی قدرت کے کرشموں میں سے ایک مستمر کرشمہ ہے۔

ف: درختوں سے مراد مادی اور معنوی جنتیں بھی ہوسکتی ہیں اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایک بطور استحقاق ہو اور دوسری بطور تفضّل اور انھیں جنتوں سے چشموں اور پھلوں کا مسئلہ بھی طے

اردو حاشیہ

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۴۹﴾ فِيهِمَا عَيْنٰنِ تَجْرِيٰنِ ﴿۵۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ

اپنے رب کی کس کس نعمت کو جھٹلاؤ گے (۴۹) ان دونوں میں دو چشمے بھی جاری ہوں گے (۵۰) پھر تم اپنے رب کی

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۱﴾ فِيهِمَا مِنْ كُلِّ فَاكِهَةٍ زَوْجٰنِ ﴿۵۲﴾

کس کس نعمت کا انکار کرو گے (۵۱) ان دونوں میں ہر میوے کے جوڑے ہوں گے (۵۲)

فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۳﴾ مُتَّكِـِٕيْنَ عَلٰى فُرُشٍۭ بَطَاۤىِٕنُهَا

پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے (۵۳) یہ لوگ ان فرشوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے جن کے استر اطلس

مِنْ اِسْتَبْرَقٍ ؕ وَجَنَا الْجَنَّتَيْنِ دَانٍ ﴿۵۴﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا

کے ہوں گے اور دونوں باغات کے میوے انتہائی قریب سے حاصل کرلیں گے (۵۴) پھر تم اپنے رب کی کس کس

تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۵﴾ فِيهِنَّ قٰصِرٰتُ الطَّرْفِ ۙ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ اِنْسٌ

نعمت کا انکار کرو گے (۵۵) ان جنتوں میں محدود نگاہ والی حوریں ہوں گی جن کو انسان اور جنات میں سے

قَبْلَهُمْ وَلَا جَاۤنٌّ ﴿۵۶﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۷﴾ كَاَنَّهُنَّ

کسی نے پہلے چھوا بھی نہ ہوگا (۵۶) پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے (۵۷) وہ حوریں

الْيَاقُوْتُ وَالْمَرْجَانُ ﴿۵۸﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۵۹﴾

اس طرح کی ہوں گی جیسے سرخ یاقوت اور مونگے (۵۸) پھر تم اپنے پروردگار کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے (۵۹)

هَلْ جَزَاۤءُ الْاِحْسَانِ اِلَّا الْاِحْسَانُ ﴿۶۰﴾ فَبِاَيِّ اٰلَاۤءِ

کیا احسان کا بدلہ احسان کے علاوہ کچھ اور بھی ہوسکتا ہے (۶۰) تو تم اپنے رب کی

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۱﴾ وَمِنْ دُوْنِهِمَا جَنَّتٰنِ ﴿۶۲﴾ فَبِاَيِّ

کس کس نعمت کا انکار کرو گے (۶۱) اور ان دونوں کے علاوہ دو باغات اور ہوں گے (۶۲) پھر تم

المنزل ۷

عربی حاشیہ

ہوسکتا ہے۔

نواصی۔ ناصیہ کی جمع ہے یعنی پیشانی۔

حمیم آن۔ کھولتا ہوا گرم گرم پانی۔

مقام رب۔ خدا کی بارگاہ میں حاضری یا اس کے حاضر و ناظر ہونے کا خیال۔

جنتان۔ دو باغات۔

افنان۔ بڑی بڑی شاخیں جن میں پھل بھی ہوں۔

زوجان۔ ہر پھل کی دو قسمیں۔

استبرق۔ دبیز قسم کا ریشمی کپڑا۔

جنا۔ پھل

دان۔ قریب۔

قاصرات الطرف۔ وہ عورتیں جو صرف اپنے شوہروں تک نظر کو محدود رکھیں اور غیر پر نگاہ بھی نہ ڈالیں۔

من دونہما جنتان۔ یعنی دو باغات اور ہیں جو گذشتہ دونوں باغات سے مرتبہ میں قدرے کم ہیں اور یہ کم درجہ کے اعمال والے

اردو حاشیہ

(۷) اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ قیامت کا دن سوال وجواب اور حساب وکتاب کا دن ہے لیکن بعض مجرمین ایسے بھی ہوں گے جن سے سوال وجواب کی ضرورت ہی نہیں ہے اور ان کا جرم بالکل واضح اور نمایاں ہے یا سوال وجواب صرف ایک تعبیر ہے انسان کے حالات اس کے چہرے ہی سے عیاں ہوں گے ورنہ کس میں ہمت ہے کہ اس کے سوال کا جواب دے سکے۔ سب کی حالت واضح ہے اور ہر ایک کو اس کے جرم کا احساس اور اعتراف ہے۔ فرشتوں کا کام صرف یہ ہے کہ گرفتار کر کے سر کو پیر سے باندھ دیں اور منہ کے بل جہنم میں ڈال کر کھینچیں اور پھر پوچھیں کہ دنیا کا وہ اقتدار اور غرور کہاں چلا گیا جس کے بھروسے پر پروردگار کی عظمت ونعمت اور روزِ قیامت کی وحشت کا انکار کیا کرتے تھے۔

(۸) یہ تصویر کا دوسرا رخ ہے جہاں اللہ کے نیک بندے جو ہر عمل کے وقت خدا کے حاضر وناظر ہونے کا خیال رکھتے تھے انہیں ان کا اجر وثواب دیا جائے گا اور حسب مراتب جنت کے باغات اور پھلوں اور نہروں اور چشموں کی نعمتوں سے نوازا جائے گا اور ان کے قبضہ میں وہ تمام نعمتیں ہوں گی جن کی مشابہ نعمتیں دنیا میں صرف حکم خدا کی پابندی کی بنا پر ترک کر دی تھیں۔

الٰاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۳﴾ مُدْهَآمَّتٰنِ ﴿۶۴﴾ فَبِاَيِّ الٰاۤءِ

اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے (۶۳) دونوں نہایت درجہ سرسبز و شاداب ہوں گے (۶۴) پھر تم اپنے رب کی

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۵﴾ فِيْهِمَا عَيْنٰنِ نَضَّاخَتٰنِ ﴿۶۶﴾ فَبِاَيِّ

کس کس نعمت کا انکار کرو گے (۶۵) ان دونوں باغات میں بھی دو جوش مارتے ہوئے چشمے ہوں گے (۶۶) پھر تم

الٰاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۷﴾ فِيْهِمَا فَاكِهَةٌ وَّنَخْلٌ وَّرُمَّانٌ ﴿۶۸﴾

اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے (۶۷) ان دونوں باغات میں میوے، کھجوریں اور انار ہوں گے (۶۸)

فَبِاَيِّ الٰاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۶۹﴾ فِيْهِنَّ خَيْرٰتٌ حِسَانٌ ﴿۷۰﴾

پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے (۶۹) ان جنتوں میں نیک سیرت اور خوب صورت عورتیں ہوں گی (۷۰)

فَبِاَيِّ الٰاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۱﴾ حُوْرٌ مَّقْصُوْرٰتٌ فِي

پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے (۷۱) وہ حوریں ہیں جو خیموں کے اندر چھپی

الْخِيَامِ ﴿۷۲﴾ فَبِاَيِّ الٰاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۳﴾ لَمْ يَطْمِثْهُنَّ

بیٹھی ہوں گی (۷۲) تو تم اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے (۷۳) انہیں ان سے پہلے

اِنْسٌ قَبْلَهُمْ وَلَا جَآنٌّ ﴿۷۴﴾ فَبِاَيِّ الٰاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۵﴾

کسی انسان یا جن نے ہاتھ تک نہ لگایا ہوگا (۷۴) پھر تم اپنے رب کی کس کس نعمت کا انکار کرو گے (۷۵)

مُتَّكِـِٔيْنَ عَلٰى رَفْرَفٍ خُضْرٍ وَّعَبْقَرِيٍّ حِسَانٍ ﴿۷۶﴾ فَبِاَيِّ

وہ لوگ سبز قالینوں اور بہترین مسندوں پر ٹیک لگائے بیٹھے ہوں گے (۷۶) پھر تم اپنے رب کی کس کس

الٰاۤءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۷۷﴾ تَبٰرَكَ اسْمُ رَبِّكَ ذِي الْجَلٰلِ

نعمت کا انکار کرو گے (۷۷) بڑا بابرکت ہے آپ کے پروردگار کا نام جو صاحبِ جلال بھی ہے

عربی حاشیہ

افراد کے لئے ہیں۔

مدہامتان۔ یعنی سبزی کی شدت سے ان کا رنگ سیاہی مائل ہوگا۔

نضاختان۔ ابلتے ہوئے چشمے۔

پہلی جنتوں کے چشمے جاری تھے۔ اور ان جنتوں کے چشمے ابل رہے ہیں۔

ف: آیت نمبر ۶۲ میں مزید درختوں کا ذکر گذشتہ جنتوں میں نعمتوں کا اضافہ ہے اور سرکاردوعالمؐ کے مطابق دوجنتیں چاندی کی ہیں اور دوسونے کی پھر ان میں بحسب اعمال درجات بھی ہیں۔ جنتوں ہی کے اعتبار سے چشمے بھی ہیں اور یہ پھل بھی ہیں۔ پھلوں کا تذکرہ علامت ہے کہ غذائیات میں اصل پھل ہی ہیں اور ان کی دوقسمیں ہیں گرم (کھجور)، سرد (انار)۔

ف: ذوالجلال والاکرام ایک قسم کا اسم اعظم ہے جس کے طفیل میں دعائیں قبول ہوتی ہیں اور امام باقرؑ کا ارشاد ہے کہ جلال وکرامت

اردو حاشیہ

(۹) احسان ہر وہ عمل نیک ہے جو واقعاً نیک ہو اور نگاہِ پروردگار میں نیک کہے جانے کے قابل ہوتا کہ وہ اس کا اجر دے سکے ورنہ خیالی نیکیوں کی کوئی قیمت نہیں ہے۔

هل جزاء الاحسان الا الا حسان ایک عقلی قانون بھی ہے اور شرعی قانون بھی۔ صاحبانِ عقل بھی اس حقیقت کا اعتراف رکھتے ہیں کہ نیکی کا بدلہ نیکی کے سوا کچھ نہیں ہوسکتا اور حکم شریعت بھی ہے کہ اگر کوئی شخص تمہارے ساتھ نیک برتاؤ کرے تو اس کی نیکی کا جواب نیکی ہی سے دو اگر چہ بدسرشت افراد نے اس قانون کا بھی خیال نہیں رکھا اور پروردگار جیسے احسان کرنے والے کے ساتھ بھی اچھا برتاؤ نہیں کیا اور اس کی بندگی سے کنارہ کش ہو گئے بلکہ اس کے وجود تک کا انکار کر دیا۔

(۱) سورہ کی ابتداء میں ذوالجلال والاکرام وجہ رب کی صفت کے طور پر استعمال ہوا ہے اور یہاں اسم کی صفت نہیں ہے بلکہ خود رب کی صفت ہے جو اس بات کی علامت ہے کہ وجہ رب سے مراد ذات پروردگار ہے اور اسم رب اسی ذات کے نام کی تعبیر ہے جو خود بھی بابرکت ہے۔

واضح رہے کہ سورۂ مبارکہ میں ایک آیت اکتیس مرتبہ دہرائی گئی ہے لیکن اسے تکرار نہیں کہا جاسکتا ہے اس لئے کہ ہر آیت میں ایک خاص نعمت کا تذکرہ ہے اور ہر آیت میں نعمت سے مراد وہ شے ہے جس کا اس سے پہلے تذکرہ کیا گیا ہے لہٰذا یہ ایک معنی کی تکرار نہیں ہے بلکہ ایک عبارت ہے جو متعدد مقامات پر مختلف

وَالۡاِکۡرَامِ ﴿۷۸﴾ ع

اور صاحبِ اکرام بھی ہے (۷۸)

اٰیاتہا ۹۶ ۵۶ سُوۡرَۃُ الۡوَاقِعَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۴۶ رکوعاتہا ۳

سورہ واقعہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

اِذَا وَقَعَتِ الۡوَاقِعَۃُ ۙ﴿۱﴾ لَیۡسَ لِوَقۡعَتِہَا کَاذِبَۃٌ ۘ﴿۲﴾

جب قیامت برپا ہوگی (۱) اور اس کے قائم ہونے میں ذرا بھی جھوٹ نہیں ہے (۲)

خَافِضَۃٌ رَّافِعَۃٌ ۙ﴿۳﴾ اِذَا رُجَّتِ الۡاَرۡضُ رَجًّا ۙ﴿۴﴾ وَّ بُسَّتِ

وہ الٹ پلٹ کر دینے والی ہوگی (۳) جب زمین کو زبردست جھٹکے لگیں گے (۴) اور پہاڑ

الۡجِبَالُ بَسًّا ۙ﴿۵﴾ فَکَانَتۡ ہَبَآءً مُّنۡۢبَثًّا ۙ﴿۶﴾ وَّ کُنۡتُمۡ اَزۡوَاجًا

بالکل چور چور ہوجائیں گے (۵) پھر ذرات بن کر منتشر ہوجائیں گے (۶) اور تم تین گروہ

ثَلٰثَۃً ؕ﴿۷﴾ فَاَصۡحٰبُ الۡمَیۡمَنَۃِ ۬ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡمَیۡمَنَۃِ ؕ﴿۸﴾ وَ اَصۡحٰبُ

ہوجاؤ گے (۷) پھر داہنے ہاتھ والے اور کیا کہنا داہنے ہاتھ والوں کا (۸) اور بائیں ہاتھ والے

الۡمَشۡـَٔمَۃِ ۬ۙ مَاۤ اَصۡحٰبُ الۡمَشۡـَٔمَۃِ ؕ﴿۹﴾ وَ السّٰبِقُوۡنَ السّٰبِقُوۡنَ ﴿ۚۙ۱۰﴾

اور کیا پوچھنا ہے بائیں ہاتھ والوں کا (۹) اور سبقت کرنے والے تو سبقت کرنے والے ہی ہیں (۱۰)

اُولٰٓئِکَ الۡمُقَرَّبُوۡنَ ﴿ۚ۱۱﴾ فِیۡ جَنّٰتِ النَّعِیۡمِ ﴿۱۲﴾ ثُلَّۃٌ مِّنَ

وہی اللہ کی بارگاہ کے مقرب ہیں (۱۱) نعمتوں بھری جنتوں میں ہوں گے (۱۲) بہت سے لوگ

عربی حاشیہ

خدا اہم اہلبیتؑ ہیں جن کے طفیل میں دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔

نخل اور رمان یعنی کھجور اور انار۔ یہ بھی فواکہ کی ہی قسمیں ہیں لیکن ان کا ذکر بطور خاص کیا گیا ہے کہ ان میں بہت سے خصوصیات پائے جاتے ہیں جو دوسرے پھلوں میں نہیں ہیں۔

خیام۔ وہ خیمے جن میں حوروں کو رکھا جائے گا۔

لم یطمثھن۔ یعنی انھیں کسی نے استعمال نہیں کیا ہوگا اور بالکل کنواری ہونگی۔

رفرف۔ مسند یا تکیہ۔

عبقری۔ ایک خاص قسم کی بساط۔

واقعہ۔ قیامت کا نام ہے۔

رجاً۔ زلزلہ۔

بساً ٹکڑے ٹکڑے ہوجانا۔

ہباءً منبثاً۔ منتشر قسم کے ذرات۔

ازواج۔ اصناف واقسام۔

اصحاب المیمنہ۔ وہ لوگ جنھیں ان کا نامۂ

اردو حاشیہ

معانی میں استعمال ہوئی ہے اور یہ کمال بلاغت کی علامت ہے۔

الْاَوَّلِيْنَ ۙ﴿۱۳﴾ وَقَلِيْلٌ مِّنَ الْاٰخِرِيْنَ ؕ﴿۱۴﴾ عَلٰى سُرُرٍ

اگلے لوگوں میں سے ہوں گے (۱۳) اور کچھ آخر دور کے ہوں گے (۱۴) موتی اور یاقوت سے

مَّوْضُوْنَةٍ ۙ﴿۱۵﴾ مُّتَّكِـِٕيْنَ عَلَيْهَا مُتَقٰبِلِيْنَ ﴿۱٦﴾ يَطُوْفُ عَلَيْهِمْ

جڑے ہوئے تختوں پر (۱۵) ایک دوسرے کے سامنے تکیہ لگائے بیٹھے ہوں گے (۱٦) ان کے گرد ہمیشہ

وِلْدَانٌ مُّخَلَّدُوْنَ ۙ﴿۱۷﴾ بِاَكْوَابٍ وَّاَبَارِيْقَ ۙ۬ وَكَاْسٍ مِّنْ

نوجوان رہنے والے بچے گردش کررہے ہوں گے (۱۷) پیالے اور ٹونٹی دار کنٹر اور شراب کے جام لئے ہوئے

مَّعِيْنٍ ۙ﴿۱۸﴾ لَّا يُصَدَّعُوْنَ عَنْهَا وَلَا يُنْزِفُوْنَ ۙ﴿۱۹﴾ وَفَاكِهَةٍ

ہوں گے (۱۸) جس سے نہ دردِ سر پیدا ہوگا اور نہ ہوش و حواس گم ہوں گے (۱۹) اور ان کی پسند کے

مِّمَّا يَتَخَيَّرُوْنَ ۙ﴿۲۰﴾ وَلَحْمِ طَيْرٍ مِّمَّا يَشْتَهُوْنَ ؕ﴿۲۱﴾ وَحُوْرٌ

میوے لئے ہوں گے (۲۰) اور ان پرندوں کا گوشت جس کی انہیں خواہش ہوگی (۲۱) اور کشادہ

عِيْنٌ ۙ﴿۲۲﴾ كَاَمْثَالِ اللُّؤْلُؤِ الْمَكْنُوْنِ ۚ﴿۲۳﴾ جَزَآءًۢ بِمَا كَانُوْا

چشم حوریں ہوں گی (۲۲) جیسے سربستہ موتی (۲۳) یہ سب درحقیقت ان کے اعمال کی جزا

يَعْمَلُوْنَ ﴿۲۴﴾ لَا يَسْمَعُوْنَ فِيْهَا لَغْوًا وَّلَا تَاْثِيْمًا ۙ﴿۲۵﴾ اِلَّا قِيْلًا

اور اس کا انعام ہوگا (۲۴) وہاں نہ کوئی لغویات سنیں گے اور نہ گناہ کی باتیں (۲۵) صرف ہر طرف

سَلٰمًا سَلٰمًا ﴿۲٦﴾ وَاَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ۙ۬ مَآ اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ ؕ﴿۲۷﴾

سلام ہی سلام ہوگا (۲٦) اور داہنی طرف والے اصحاب --- کیا کہنا ان اصحاب یمین کا (۲۷)

فِيْ سِدْرٍ مَّخْضُوْدٍ ۙ﴿۲۸﴾ وَّطَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ ۙ﴿۲۹﴾ وَّظِلٍّ مَّمْدُوْدٍ ۙ﴿۳۰﴾ وَّ

بے کانٹے کی بیر (۲۸) لدے گتھے ہوئے کیلے (۲۹) پھیلے ہوئے سائے (۳۰) اور

عربی حاشیہ

اعمال داہنے ہاتھ میں دیا جائے گا جو برکت کی علامت ہے۔

اصحاب المشئمۃ۔ جنھیں بائیں ہاتھ میں نامۂ اعمال دیا جائے گا جو نحوست اور بدبختی کی نشانی ہے۔

ثلہ۔ جماعت۔

موضونہ۔ صاحبانِ عمل کی مناسبت سے بُنے ہوئے۔

ف: سورۂ واقعہ چوالیسواں سورہ ہے جو طٰہ اور شعراء کے بعد نازل ہوا ہے اور اس کے بارے میں رسول اکرمؐ کا ارشاد ہے کہ اس کا تلاوت کرنے والا کبھی فاقے نہیں کرسکتا اور اسی لئے اسے سورۂ غنیٰ بھی کہا جاتا ہے۔

سابقین کے بارے میں امام باقرؑ کا ارشاد ہے کہ اس سے ہم اہلبیتؑ مراد ہیں۔

ف: والدان کے بارے میں بعض مفسرین کا خیال ہے کہ یہ مومنین کے بچے ہیں جو بلوغ سے پہلے دنیا سے گزر گئے ہیں تو انھیں آخرت

اردو حاشیہ

(۱) قیامت کے دن انسان تین گروہوں میں تقسیم ہو جائیں گے بعض کے نامۂ اعمال ان کے داہنے ہاتھوں میں ہوں گے اور بعض کے نامہ اعمال بائیں ہاتھوں میں اور ظاہر ہے کہ دوسرا گروہ موردِ عذاب ہوگا اور پہلا گروہ قابل نجات ہوگا لیکن اس کے بعد اس سے بھی بالاتر ایک گروہ سابقین کا ہے جو نیکیوں کی طرف سبقت کرنے والے تھے اور ان کی اکثریت اولین میں سے ہوگی جنہوں نے اسلام کا ساتھ دورِ غربت میں دیا ہے اور ابتدائی دور میں قربانیاں پیش کی ہیں اسکے بعد کچھ آخری دور کے ہوں گے جن کا زمانہ بعد کا ہے لیکن ان کا کردار اولین جیسا ہی ہے اور ان سب کا شمار بھی سابقین ہی میں ہے کہ انہوں نے ایسے ہی کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں جیسے کارہائے نمایاں سابقین اولین نے انجام دیئے تھے۔ سابقین اولین کا شرف ان کے کردار اور ایثار کی بنا پر ہے۔ صرف سن وسال یا سنہ اور صدی کی بنا پر نہیں ہے ورنہ اسلام دین کردار ہونے کے بجائے دین طول عمر ہو جائے گا۔

(۲) بندگانِ خدا کے تین گروہ ہیں۔ اصحاب یمین، اصحاب شمال اور مقربین ان سب میں سب سے بلند تر درجہ سابقین اور مقربین کا ہے جن کیلئے ہر طرح کی نعمت کا انتظام کیا گیا ہے۔

۱۔ رہنے کیلئے جنت النعیم۔

مَآءٍ مَّسْكُوبٍ ﴿٣١﴾ وَّفَاكِهَةٍ كَثِيرَةٍ ﴿٣٢﴾ لَّا مَقْطُوعَةٍ وَّلَا

جھرنے سے گرتے ہوئے پانی (٣١) کثیر تعداد کے میووں کے درمیان ہوں گے (٣٢) جن کا سلسلہ نہ ختم ہوگا اور نہ

مَمْنُوعَةٍ ﴿٣٣﴾ وَّفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ ﴿٣٤﴾ إِنَّآ أَنشَأْنٰهُنَّ إِنشَآءً ﴿٣٥﴾

ان پر کوئی روک ٹوک ہوگی (٣٣) اور اونچے قسم کے گدے ہوں گے (٣٤) بیشک ان حوروں کو ہم نے ایجاد کیا ہے (٣٥)

ع ١/٣٨/١٤ فَجَعَلْنٰهُنَّ أَبْكَارًا ﴿٣٦﴾ عُرُبًا أَتْرَابًا ﴿٣٧﴾ لِّأَصْحٰبِ الْيَمِينِ ﴿٣٨﴾

تو انہیں نت نئی بنایا ہے (٣٦) یہ کنواریاں اور آپس میں ہمجولیاں ہوں گی (٣٧) یہ سب اصحابِ یمین کے لئے ہیں (٣٨)

ثُلَّةٌ مِّنَ الْأَوَّلِينَ ﴿٣٩﴾ وَثُلَّةٌ مِّنَ الْآخِرِينَ ﴿٤٠﴾ وَأَصْحٰبُ

جن کا ایک گروہ پہلے لوگوں کا ہے (٣٩) اور ایک گروہ آخری لوگوں کا ہے (٤٠) اور بائیں ہاتھ والے

الشِّمَالِ مَآ أَصْحٰبُ الشِّمَالِ ﴿٤١﴾ فِي سَمُومٍ وَّحَمِيمٍ ﴿٤٢﴾ وَّظِلٍّ

تو ان کا کیا پوچھنا ہے (٤١) گرم گرم ہوا کھولتا ہوا پانی (٤٢) کالے سیاہ دھوئیں

مِّن يَحْمُومٍ ﴿٤٣﴾ لَّا بَارِدٍ وَّلَا كَرِيمٍ ﴿٤٤﴾ إِنَّهُمْ كَانُوا قَبْلَ

کا سایہ (٤٣) جو نہ ٹھنڈا ہو اور نہ اچھا لگے (٤٤) یہ وہی لوگ ہیں جو پہلے بہت آرام کی

ذٰلِكَ مُتْرَفِينَ ﴿٤٥﴾ وَكَانُوا يُصِرُّونَ عَلَى الْحِنثِ الْعَظِيمِ ﴿٤٦﴾

زندگی گزار رہے تھے (٤٥) اور بڑے بڑے گناہوں پر اصرار کررہے تھے (٤٦)

وَكَانُوا يَقُولُونَ أَئِذَا مِتْنَا وَكُنَّا تُرَابًا وَّعِظَامًا أَإِنَّا

اور کہتے تھے کہ کیا جب ہم مرجائیں گے اور خاک اور ہڈی ہوجائیں گے تو ہمیں دوبارہ

لَمَبْعُوثُونَ ﴿٤٧﴾ أَوَآبَآؤُنَا الْأَوَّلُونَ ﴿٤٨﴾ قُلْ إِنَّ الْأَوَّلِينَ

اٹھایا جائے گا (٤٧) کیا ہمارے باپ دادا بھی اٹھائے جائیں گے (٤٨) آپ کہہ دیجئے کہ

عربی حاشیہ

میں یہ شرف دیا گیا ہے اور بعض کا خیال ہے کہ یہ اہل جنت ہی کی ایک قسم ہے جن کا کام مومنین صالحین کی خدمت انجام دینا ہے اور انھیں سیراب کرنا ہے۔

اکواب۔ کوب کی جمع ہے۔ وہ پیالہ جس میں دستہ اور ٹونٹی وغیرہ نہ ہو۔

اباریق۔ ابریق کی جمع ہے جس میں دستہ اور ٹونٹی ہو۔

کاس۔ وہ پیالہ ہے ہے جس میں کوئی چیز پی جاتی ہو۔

لایصدعون۔ اس شراب سے دردسر وغیرہ نہیں ہوتا ہے۔

لاینزفون۔ وہ شراب ختم ہونے والی نہیں ہے یا اس کا نشہ اترنے والا نہیں ہے۔

مکنون۔ محفوظ۔

لغو۔ مہمل بات۔

تاثیم۔ ہر وہ عمل جو گناہ کا باعث ہو۔

سدر مخضود۔ وہ بیری کا درخت جس میں

اردو حاشیہ

٢۔ بیٹھنے کیلئے سرر موضونہ۔

٣۔ سہارے کیلئے بہترین تکیے۔

٤۔ خدمت کیلئے ولدان مخلدون۔

٥۔ ظروف کے طور پر اکواب واباریق۔

٦۔ پینے کیلئے شراب طہور۔

٧۔ میوہ میں فاکہۃ مما یتخیرون۔

٨۔ کھانے کیلئے لحم مما یشتہون۔

٩۔ زوجیت کیلئے حورعین۔

١٠۔ ماحول لا لغو ولا تاثیم۔

١١۔ گفتگو سلاماً سلاماً۔

اس کے بعد دوسرا درجہ اصحاب یمین کا ہے جن کیلئے:

١۔ ماحول، سدر مخضود اور طلح منضود۔

٢۔ فضا، ظل ممدود۔

٣۔ پینے کیلئے ماء مسکوب۔

٤۔ کھانے کیلئے فاکہہ کثیرہ۔

٥۔ بیٹھنے کیلئے فرش مرفوعہ۔

٦۔ زوجیت کیلئے ابکارا۔ عربا اترابا۔

اور آخری منزل اصحاب شمال کیلئے ہے جن کے اعمال کا کل معاوضہ سموم وحمیم وظل یحموم اور زقوم ہے۔ اس لئے کہ یہ لوگ قیامت کے منکر تھے اور شرک میں

وَالْاٰخِرِيْنَ ۙ﴿۴۹﴾ لَمَجْمُوْعُوْنَ ۙ اِلٰى مِيْقَاتِ يَوْمٍ مَّعْلُوْمٍ ﴿۵۰﴾

اولین و آخرین سب کے سب (۴۹) ایک مقررہ دن کی وعدہ گاہ پر جمع کئے جائیں گے (۵۰)

ثُمَّ اِنَّكُمْ اَيُّهَا الضَّآلُّوْنَ الْمُكَذِّبُوْنَ ۙ﴿۵۱﴾ لَاٰكِلُوْنَ مِنْ

اس کے بعد تم اے گمراہو اور جھٹلانے والوں (۵۱) تھوہڑ کے درخت کے کھانے والے ہوگے (۵۲) پھر اس سے

شَجَرٍ مِّنْ زَقُّوْمٍ ۙ﴿۵۲﴾ فَمَالِـُٔوْنَ مِنْهَا الْبُطُوْنَ ﴿۵۳﴾ فَشٰرِبُوْنَ

اپنے پیٹ بھرو گے (۵۳) پھر اس پر کھولتا ہوا پانی پیو گے (۵۴) پھر اس طرح

عَلَيْهِ مِنَ الْحَمِيْمِ ﴿۵۴﴾ فَشٰرِبُوْنَ شُرْبَ الْهِيْمِ ﴿۵۵﴾ هٰذَا

پیو گے جس طرح پیاسے اونٹ پیتے ہیں (۵۵) یہ قیامت کے

نُزُلُهُمْ يَوْمَ الدِّيْنِ ﴿۵۶﴾ نَحْنُ خَلَقْنٰكُمْ فَلَوْلَا تُصَدِّقُوْنَ ﴿۵۷﴾

دن ان کی مہمانداری کا سامان ہوگا (۵۶) ہم نے تم کو پیدا کیا ہے تو دوبارہ پیدا کرنے کی تصدیق کیوں نہیں کرتے (۵۷)

اَفَرَءَيْتُمْ مَّا تُمْنُوْنَ ﴿۵۸﴾ ءَاَنْتُمْ تَخْلُقُوْنَهٗٓ اَمْ نَحْنُ

کیا تم نے اس نطفہ کو دیکھا ہے جو رحم میں ڈالتے ہو (۵۸) اسے تم پیدا کرتے ہو یا ہم پیدا

الْخٰلِقُوْنَ ﴿۵۹﴾ نَحْنُ قَدَّرْنَا بَيْنَكُمُ الْمَوْتَ وَمَا

کرنے والے ہیں (۵۹) ہم نے تمہارے درمیان موت کو مقدر کردیا ہے اور ہم

نَحْنُ بِمَسْبُوْقِيْنَ ۙ﴿۶۰﴾ عَلٰٓى اَنْ نُّبَدِّلَ اَمْثَالَكُمْ وَنُنْشِئَكُمْ

اس بات سے عاجز نہیں ہیں (۶۰) کہ تم جیسے اور لوگ پیدا کردیں اور تمہیں اس عالم میں دوبارہ ایجاد کردیں

فِيْ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ وَلَقَدْ عَلِمْتُمُ النَّشْاَةَ الْاُوْلٰى فَلَوْلَا

جسے تم جانتے بھی نہیں ہو (۶۱) اور تم پہلی خلقت کو تو جانتے ہو تو پھر اس میں غور

عربی حاشیہ

کانٹا نہ ہو۔

طلح منضود۔ کیلے کے گچھے۔

عرب۔ عروب کی جمع یعنی وہ عورتیں جو شوہر کی نگاہ میں محبوب ہوں۔

اتراب۔ ترب کی جمع ہے یعنی ہمسن اور ہم عمر۔

سموم۔ وہ گرم ہوا جو جسم کے اندر پیوست ہو جائے۔

حمیم۔ کھولتا ہوا پانی۔

یحموم۔ انتہائی سیاہ فام۔

مترفین۔ خوشحال اور عیش پرست۔

الحنث العظیم۔ بڑا گناہ یا بڑی بڑی جھوٹی قسمیں۔

ف: ایک شخص نے سرکار دوعالمؐ سے دریافت کیا کہ آخر جنت میں بیری کے درخت کا کیا کام ہے جس میں کانٹے ہوتے ہیں تو آپ نے فرمایا ''سدر مخضود'' یعنی جنت کی ہر چیز بے عیب ہے۔

ف: آیت نمبر ۵۷ سے قیامت کے بارے

اردو حاشیہ

مبتلا تھے اور اپنے انکار پر جھوٹی قسمیں بھی کھایا کرتے تھے۔

ظاہر ہے کہ جو قیامت کا انکار کرنے والا ہوا سے قیامت میں کیا حصہ مل سکتا ہے اور اسے کونسی نعمت پانے کا حق ہے۔

(۳) ابتداءاً منکرین آخرت کو اس نکتہ کی طرف توجہ دلائی گئی کہ جس نے پہلی مرتبہ پیدا کیا ہے وہ دوبارہ بھی پیدا کرسکتا ہے۔ اس کے بعد اس اعتراض کا جواب دیا کہ کوئی یہ نہ کہہ دے کہ ہم پہلی مرتبہ پیدا کرنے ہی کے قائل نہیں ہیں تو دوبارہ پیدا کرنے کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے تو جواب دیا گیا کہ اگر خدا خالق نہیں ہے تو حسب ذیل سوالات کے جوابات فراہم کرو:

۱۔ منی کو کس نے بنایا ہے اور منی سے انسان کس نے پیدا کیا ہے۔ تم نے تو فقط لذت اندوزی کیلئے اسے عورت کے رحم میں ڈال دیا تھا۔ اس کے بعد نو مہینے نگرانی کر کے اسے انسان کس نے بنا دیا ہے اور دنیا کے حوالے کس نے کیا ہے۔

۲۔ یہ زراعت اور پیداوار کس کا کارنامہ ہے۔ تم نے تو اچھے خاصے بیج کو بھی خاک میں ملا دیا تھا اور وہ سڑ گل گیا تھا۔ اس کے بعد ایک دانہ سے سات سو دانے کس نے بنا دیئے ہیں اور تخلیق کا یہ کارنامہ کس نے انجام دیا ہے کہ اگر وہ اسے ریزہ ریزہ کر دیتا تو تم یہی کہتے کہ ہم نے بہت پیسہ خرچ کیا تھا اور سب برباد ہو کر رہ گیا۔ تم تو اسکی اصلاح بھی نہیں کر سکتے تھے۔

تَذَكَّرُونَ ﴿٦٢﴾ أَفَرَأَيْتُم مَّا تَحْرُثُونَ ﴿٦٣﴾ ءَأَنتُمْ تَزْرَعُونَهُ
کیوں نہیں کرتے ہو (۶۲) اس دانہ کو بھی دیکھا ہے جو تم زمین میں بوتے ہو (۶۳) اسے تم اگاتے ہو یا ہم

أَمْ نَحْنُ الزَّارِعُونَ ﴿٦٤﴾ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنَاهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ
اگانے والے ہیں (۶۴) اگر ہم چاہیں تو اسے چور چور بنادیں تو تم باتیں ہی

تَفَكَّهُونَ ﴿٦٥﴾ إِنَّا لَمُغْرَمُونَ ﴿٦٦﴾ بَلْ نَحْنُ مَحْرُومُونَ ﴿٦٧﴾
بناتے رہ جاو (۶۵) کہ ہم تو بڑے گھاٹے میں رہے (۶۶) بلکہ ہم تو محروم ہی رہ گئے (۶۷)

أَفَرَءَيْتُمُ الْمَآءَ الَّذِي تَشْرَبُونَ ﴿٦٨﴾ ءَأَنتُمْ أَنزَلْتُمُوهُ
کیا تم نے اس پانی کو دیکھا ہے جس کو تم پیتے ہو (۶۸) اسے تم نے بادل سے برسایا ہے

مِنَ الْمُزْنِ أَمْ نَحْنُ الْمُنزِلُونَ ﴿٦٩﴾ لَوْ نَشَآءُ جَعَلْنَاهُ أُجَاجًا
یا اس کے برسانے والے ہم ہیں (۶۹) اگر ہم چاہتے تو اسے کھارا بنادیتے تو پھر تم ہمارا شکریہ

فَلَوْلَا تَشْكُرُونَ ﴿٧٠﴾ أَفَرَءَيْتُمُ النَّارَ الَّتِي تُورُونَ ﴿٧١﴾
کیوں نہیں ادا کرتے ہو (۷۰) کیا تم نے اس آگ کو دیکھا ہے جسے لکڑی سے نکالتے ہو (۷۱)

ءَأَنتُمْ أَنشَأْتُمْ شَجَرَتَهَآ أَمْ نَحْنُ الْمُنشِـُٔونَ ﴿٧٢﴾ نَحْنُ
اس کے درخت کو تم نے پیدا کیا ہے یا ہم اس کے پیدا کرنے والے ہیں (۷۲) ہم نے

جَعَلْنَاهَا تَذْكِرَةً وَمَتَاعًا لِّلْمُقْوِينَ ﴿٧٣﴾ فَسَبِّحْ بِاسْمِ
اسے یاد دہانی کا ذریعہ اور مسافروں کے لئے نفع کا سامان قرار دیا ہے (۷۳) اب آپ اپنے

رَبِّكَ الْعَظِيمِ ﴿٧٤﴾ فَلَآ أُقْسِمُ بِمَوَاقِعِ النُّجُومِ ﴿٧٥﴾
عظیم پروردگار کے نام کی تسبیح کریں (۷۴) اور میں تو تاروں کے منازل کی قسم کھا کر کہتا ہوں (۷۵)

عربی حاشیہ

میں سات دلیلوں کا تذکرہ کیا گیا ہے ابتدا اصل خلقت سے ہوئی ہے اس کے بعد منی کا تذکرہ ہے جس میں انسان کا کام صرف رحم میں ڈال دینا ہے۔ اس کے بعد کئی ملین سیلز سے ایک انسان کا تیار کردینا صرف پروردگار کا کام ہے اور یہ قیامت کی زندگی سے زیادہ مشکل کام ہے۔

زقوم۔ تھوہڑ جیسا درخت۔

ہیم۔ انتہائی پیاسا جانور جسے پیاس کی بیماری ہو اور وہ بے تحاشا پی لیتا ہو۔

نزل۔ آنے والے کے لئے سامان ضیافت۔

مسبوقین۔ مغلوبین۔

ماتمنون۔ وہ منی جو عورت کے رحم میں ڈالتے ہو۔

فی مالاتعلمون۔ وہ دوسرا عالم جس کی تمھیں خبر بھی نہیں ہے۔

نشاۃ اولیٰ۔ دنیا کی خلقت۔

حطام۔ بھوسہ

تفکھون۔ حیرت میں پڑے رہ جاؤ کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔

اردو حاشیہ

۳۔ یہ پانی کس نے برسایا ہے اور اسے شیریں کس نے بنایا ہے۔ وہ برسا کر بھی ناقابل استعمال بنا دیتا تو تم کیا کر سکتے تھے۔

۴۔ یہ لکڑی میں آگ کس نے چھپا دی ہے کہ تم اس سے شعلے بھڑکا لیتے ہو یا اس کی رگڑ سے آگ پیدا کر لیتے ہو۔ اس نے یہ درخت نہ بنایا ہوتا تو تمہارے امکان میں کیا تھا اور کون یہ کارنامہ انجام دے سکتا تھا اور درخت بنانے کے بعد بھی اس میں آگ بننے کی صلاحیت نہ رکھ دی ہوتی اور سبز درخت سے شعلے پیدا کرنے کا کام نہ لے لیا ہوتا تو تمہاری حیثیت کیا تھی اور تم کیا کر سکتے تھے۔ یہ غلہ، یہ پانی، یہ آگ اور یہ سب غذا فراہم کرنے کے اسباب تمہارے دائرہ اختیار سے باہر اور ہماری قدرت کاملہ کے نمونے ہیں۔ ہم نے اپنے رحم و کرم کو روک لیا ہوتا تو کوئی انسان اس دنیا میں زندہ نہ رہ سکتا۔

وَ اِنَّهٗ لَقَسَمٌ لَّوْ تَعْلَمُوْنَ عَظِيْمٌ ﴿٧٦﴾ اِنَّهٗ لَقُرْاٰنٌ كَرِيْمٌ ﴿٧٧﴾

اور تم جانتے ہو کہ یہ قسم بہت بڑی قسم ہے (٧٦) یہ بڑا محترم قرآن ہے (٧٧)

فِيْ كِتٰبٍ مَّكْنُوْنٍ ﴿٧٨﴾ لَّا يَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ ﴿٧٩﴾ تَنْزِيْلٌ

جسے ایک پوشیدہ کتاب میں رکھا گیا ہے (٧٨) اسے پاک و پاکیزہ افراد کے علاوہ کوئی چھو بھی نہیں سکتا ہے (٧٩) یہ رب العالمین

مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿٨٠﴾ اَفَبِهٰذَا الْحَدِيْثِ اَنْتُمْ مُّدْهِنُوْنَ ﴿٨١﴾

کی طرف سے نازل کیا گیا ہے (٨٠) تو کیا تم لوگ اس کلام سے انکار کرتے ہو (٨١)

وَتَجْعَلُوْنَ رِزْقَكُمْ اَنَّكُمْ تُكَذِّبُوْنَ ﴿٨٢﴾ فَلَوْلَآ اِذَا بَلَغَتِ

اور تم نے اپنی روزی یہی قرار دے رکھی ہے کہ اس کا انکار کرتے رہو (٨٢) پھر ایسا کیوں نہیں ہوتا کہ

الْحُلْقُوْمَ ﴿٨٣﴾ وَاَنْتُمْ حِيْنَئِذٍ تَنْظُرُوْنَ ﴿٨٤﴾ وَنَحْنُ اَقْرَبُ

جب جان گلے تک پہنچ جائے (٨٣) اور تم اس وقت دیکھتے ہی رہ جاو (٨٤) اور ہم تمہاری نسبت

اِلَيْهِ مِنْكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُبْصِرُوْنَ ﴿٨٥﴾ فَلَوْلَآ اِنْ كُنْتُمْ غَيْرَ

مرنے والے سے قریب ہیں مگر تم دیکھ نہیں سکتے ہو (٨٥) پس اگر تم کسی کے دباو میں نہیں ہو

مَدِيْنِيْنَ ﴿٨٦﴾ تَرْجِعُوْنَهَآ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿٨٧﴾ فَاَمَّآ اِنْ كَانَ

اور بالکل آزاد ہو (٨٦) تو اس روح کو کیوں نہیں پلٹا دیتے ہو اگر اپنی بات میں سچے ہو (٨٧) پھر اگر مرنے والا

مِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ﴿٨٨﴾ فَرَوْحٌ وَّرَيْحَانٌ ۙ وَّجَنَّتُ نَعِيْمٍ ﴿٨٩﴾

مقربین میں سے ہے (٨٨) تو اس کے لئے آسائش، خوشبو دار پھول اور نعمتوں کے باغات ہیں (٨٩)

وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنْ اَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ﴿٩٠﴾ فَسَلٰمٌ لَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ

اور اگر اصحابِ یمین میں سے ہے (٩٠) تو اصحابِ یمین کی طرف سے

عربی حاشیہ

مغرمون۔ مقروض۔ جس نے دنیا آباد کرنے کے لئے اپنے سر بوجھ لا دلیا ہے۔

مزن۔ بادل

اجاج۔ انتہائی کھارا جو کڑوا جیسا ہوجائے۔

تورون۔ آگ بھڑکانا۔

تذکرہ۔ موعظہ۔

مقوین۔ صحرا میں وارد ہونے والے۔

لا اقسم ترکیب کے اعتبار سے لا زائد ہے۔

مواقع النجوم۔ ستاروں کی منزلیں اور ان کے مقامات

ف: امیر المومنینؑ کے بارے میں نقل کیا گیا ہے کہ سورۂ واقعہ کے ہر آخری جملہ کے بعد فرماتے تھے ''بل انت یارب'' یعنی پروردگار تیرے علاوہ کوئی ایسا نہیں ہے۔

ف: اس مقام پر قرآن مجید کی چار صفات کا تذکرہ کیا گیا ہے اور انھیں سے اس کتاب مقدس کی عظمت اور جامعیت کا مکمل اندازہ کیا جاسکتا ہے۔

اردو حاشیہ

(٤) قرآن اپنی تلاوت وقرأت کے اعتبار سے قرآن ہے اور اپنی معنویت اور جامعیت کے اعتبار سے ایک پوشیدہ اور محفوظ کتاب ہے۔ اس کے ظاہر کو مس کرنے کیلئے وضو یا غسل کی ضرورت ہے اور اس کے باطن تک رسائی کیلئے علم وتقویٰ کے ذریعہ نفس کی طہارت لازمی ہے اور اسی لئے اسے ہدیً للمتقین قرار دیا گیا ہے کہ جس انسان کے پاس تقویٰ نہیں ہے وہ اس کے حقائق ومعارف کا ادراک نہیں کرسکتا ہے اور اس کے معنویات سے مستفید نہیں ہوسکا ہے۔

(٥) افسوس صد افسوس کہ قرآن اہل دنیا کیلئے وسیلۂ ہدایت بننے کے بجائے ذریعہ معاش بن گیا ہے اور کوئی اس کی مخالفت کو ذریعہ معاش بنائے ہوئے ہے اور کوئی اس کی تلاوت وتفسیر وتاویل کو۔ غرض اس طرح اس کی واقعی افادیت بڑی حد تک مجروح ہوکر رہ گئی ہے اور وہ متاع بازار بن کر رہ گیا ہے۔

الْيَمِيْنِ ۝۹۱ وَاَمَّآ اِنْ كَانَ مِنَ الْمُكَذِّبِيْنَ الضَّآلِّيْنَ ۝۹۲

تمہارے لئے سلام ہے (۹۱) اور اگر جھٹلانے والوں اور گمراہوں میں سے ہے (۹۲)

فَنُزُلٌ مِّنْ حَمِيْمٍ ۝۹۳ وَّتَصْلِيَةُ جَحِيْمٍ ۝۹۴ اِنَّ هٰذَا

تو کھولتے ہوئے پانی کی مہمانی ہے (۹۳) اور جہنم میں جھونک دینے کی سزا ہے (۹۴) یہی وہ بات ہے

لَهُوَ حَقُّ الْيَقِيْنِ ۝۹۵ فَسَبِّحْ بِاسْمِ رَبِّكَ الْعَظِيْمِ ۝۹۶ ع ۳ ۲۲/۱۶

جو بالکل برحق اور یقینی ہے (۹۵) لہٰذا اپنے عظیم پروردگار کے نام کی تسبیح کرتے رہو (۹۶)

ایاتها ۲۹ | ۵۷ سُوْرَةُ الْحَدِيْدِ مَدَنِيَّةٌ ۹۴ | رکوعاتها ۴

سورہ حدید

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

عظیم اور دائمی رحمتوں والے خدا کے نام سے

سَبَّحَ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۱

محوِ تسبیح پروردگار ہے ہر وہ چیز جو زمین و آسمان میں ہے اور وہ پروردگار صاحبِ عزت بھی ہے اور صاحبِ حکمت بھی ہے (۱)

لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يُحْيٖ وَيُمِيْتُ ۚ وَهُوَ

آسمان و زمین کا کل اختیار اسی کے پاس ہے اور وہی حیات موت کا دینے والا ہے اور ہر شے پر

عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۲ هُوَ الْاَوَّلُ وَالْاٰخِرُ وَالظَّاهِرُ وَ

اختیار رکھنے والا ہے (۲) وہی اوّل ہے وہی آخر وہی ظاہر ہے

الْبَاطِنُ ۚ وَهُوَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۳ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

وہی باطن اور وہی ہر شے کا جاننے والا ہے (۳) وہی وہ ہے جس نے زمین و آسمان کو

عربی حاشیہ

کتاب مکنون۔ محفوظ کتاب۔ بعض ظاہر بین حضرات کی نگاہ میں قرآن جزدان میں رہنے کی وجہ سے گرد و غبار سے محفوظ ہے اور بعض اہلِ نظر کی نگاہ میں ہر غلط بات سے محفوظ ہے اور انتہائی بلند ترین اور پاکیزہ ترین مطالب کا حامل ہے۔

مطہرون۔ ظاہری اعتبار سے جو لوگ بھی باطہارت ہوں اور معنوی اعتبار سے جن افراد کو بھی پاک بنا دیا گیا ہے۔

مدہنون۔ جو لوگ اندر سے منکر ہیں اور مروت میں اقرار کر رہے ہیں۔

بلغت الحلقوم۔ روح کے نکلنے کا ہنگام۔

غیر مدین۔ غیر مقید۔

روح۔ روحانی لذت۔

ریحان۔ جسمانی آرام اور خوشبو۔

تصلیۃ جحیم۔ یعنی جہنم میں جلنا اور عذاب برداشت کرنا۔

حق الیقین۔ وہ یقین جو بالکل واقعہ کے مطابق ہو اور اس میں کسی طرح کا شک نہ ہو۔

اردو حاشیہ

(۱) ہر شے کی تسبیح اس کی حیثیت کے اعتبار سے ہوتی ہے جن کو زبان مقال دی گئی ہے وہ الفاظ میں تسبیح کرتے ہیں اور جنہیں اس زبان سے محروم رکھا گیا ہے وہ زبانِ حال سے تسبیح کرتے ہیں اور اسی نکتہ کی طرف معصومینؑ نے خاک شفا کے فضائل کے ذیل میں اشارہ کیا تھا کہ اس خاک کی تسبیح کو کوئی تسبیح پڑھنے والا نہ بھی پڑھے تو بھی یہ از خود تسبیح کرتی رہتی ہے اور ظاہر ہے کہ جب کائنات کا ہر ذرہ محوِ تسبیح ہے تو وہ خاک کس طرح محوِ تسبیح نہ ہوگی جس میں خون شہید جذب ہو گیا ہے اور جو عبدیت کی سب سے بڑی قربان گاہ کی خاک ہے اور جس پر کائنات کے عظیم ترین انسان اور راہِ حق میں قربانی دینے والوں کے سید و سردار نے سجدہ آخری انجام دیا ہے۔

وَالْاَرْضَ فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ ؕ يَعْلَمُ

چھ دن میں پیدا کیا ہے اور پھر عرش پر اپنا اقتدار قائم کیا ہے وہ ہر اس چیز کو جانتا ہے جو زمین میں

مَا يَلِجُ فِي الْاَرْضِ وَمَا يَخْرُجُ مِنْهَا وَمَا يَنْزِلُ مِنَ

داخل ہوتی ہے یا زمین سے خارج ہوتی ہے اور جو چیز آسمان سے نازل ہوتی ہے

السَّمَآءِ وَمَا يَعْرُجُ فِيْهَا ؕ وَهُوَ مَعَكُمْ اَيْنَ مَا كُنْتُمْ ؕ وَاللّٰهُ

اور آسمان کی طرف بلند ہوتی ہے اور وہ تمہارے ساتھ ہے تم جہاں بھی رہو اور

بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ﴿۴﴾ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ

وہ تمہارے اعمال کا دیکھنے والا ہے (۴) آسمان و زمین کا ملک اسی کے لئے ہے

وَاِلَى اللّٰهِ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ ﴿۵﴾ يُوْلِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُوْلِجُ

اور تمام امور کی بازگشت اسی کی طرف ہے (۵) وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں

النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ؕ وَهُوَ عَلِيْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۶﴾ اٰمِنُوْا

داخل کرتا ہے اور وہ سینوں کے رازوں سے بھی باخبر ہے (۶) تم لوگ

بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ وَاَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ ؕ

اللہ و رسول پر ایمان لے آو اور اس مال میں سے خرچ کرو جس میں اس نے تمہیں اپنا نائب قرار دیا ہے۔

فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَاَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿۷﴾ وَمَا

تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے راہ خدا میں خرچ کیا ان کے لئے اجرِ عظیم ہے (۷) اور تمہیں کیا

لَكُمْ لَا تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ ۚ وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ لِتُؤْمِنُوْا

ہوگیا ہے کہ تم خدا پر ایمان نہیں لاتے ہو جب کہ رسول تمہیں دعوت دے رہا ہے کہ اپنے پروردگار پر

عربی حاشیہ

اول۔ جس کی ابتدا نہ ہو۔
ظاہر۔ جس کے آثار نمایاں ہوں۔
اور باطن جس کی حقیقت عقل وفہم وادراک سے بالاتر ہو۔

ف: سورہ حدید، حشر، صف، جمعہ اور تغابن کا شمار مسبحات میں ہوتا ہے جن کی سونے سے پہلے تلاوت امام مہدیؑ کی زیارت کا سبب ہوتی ہے۔ اس سورہ کے صفات الٰہیہ کی حسین ترین تعبیر یہ ہے کہ نیکی کے اعتبار سے اول معافی کے اعتبار سے آخر، احسان کے اعتبار سے ظاہر اور پردہ پوشی کے اعتبار سے باطن ہے۔

ف: حضرت موسیٰؑ نے عرض کی خدایا میں تجھے پاسکتا ہوں؟ ارشاد ہوا جب تم نے میرا ارادہ کیا تو سمجھو کہ مجھ تک پہنچ گئے۔ میں ہمیشہ اپنے بندوں کے ساتھ رہتا ہوں۔
(روح البیان)

ستۃ ایام۔ خلقت کے چھ مراحل یا چھ انداز اور اطوار۔ مایلج فی الارض۔ جیسے پانی، دانہ، خزانہ وغیرہ۔

اردو حاشیہ

(۲) اسلامی اقتصادیات کا سب سے عظیم امتیاز یہ ہے کہ اسلام ہر مالک کو مادی اعتبار سے مالک قرار دیتا ہے اور معنوی اعتبار سے خدا کا نائب اور وکیل کہ اصل مال اسی کا ہے اور اصل مالک پروردگار ہی ہے اس نے انسان کو صرف نائب اور وکیل کا درجہ دیا ہے اور ظاہر ہے کہ وکیل کی ذمہ داری یہ ہوتی ہے کہ کوئی تصرف مالک کی مرضی کے بغیر نہ کرے اور حقیقت یہ ہے کہ یہی نکتہ انسان پر واضح ہوجائے تو اقتصادیات کے سارے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔

۱۔ اسی سے حلال وحرام کا فرق واضح ہوجائے گا کہ مال ہمارا نہیں ہے اور ہم مالک کی مرضی کے تابع ہیں وہ جس کو حلال کردے گا وہ حلال ہوگا اور جس سے منع کردے گا وہ حرام ہوگا۔

۲۔ خرچ کرنے میں کوئی زحمت نہ ہوگی کہ مالک اصلی جہاں کہہ دے گا وکیل کا فرض ہے کہ وہیں خرچ کردے۔

۳۔ زکوٰۃ وخمس کی ادائیگی کا فلسفہ معلوم ہوجائے گا کہ مالک اصلی جتنا ہمارا قرار دیدے گا وہ ہمارا ہوجائے گا اور جتنا دوسرے کو دلوادے گا وہ دوسرے کا ہوجائے گا۔

۴۔ انفاق اور سخاوت کا غرور ختم ہوجائے گا کہ ہم نے دوسرے کا مال دیا ہے اپنا کچھ نہیں دیا ہے تو غرور کا کیا سوال پیدا ہوتا ہے۔

بِرَبِّكُمْ وَقَدْ أَخَذَ مِيثَاقَكُمْ إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِينَ ﴿٨﴾

ایمان لے آو اور خدا تم سے اس بات کا عہد بھی لے چکا ہے اگر تم اعتبار کرنے والے ہو (۸)

هُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ عَلَىٰ عَبْدِهِ آيَاتٍ بَيِّنَاتٍ لِيُخْرِجَكُمْ

وہی وہ ہے جو اپنے بندے پر کھلی ہوئی نشانیاں نازل کرتا ہے تاکہ تمہیں

مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ ۚ وَإِنَّ اللَّهَ بِكُمْ لَرَءُوفٌ

تاریکیوں سے نور کی طرف نکال کرلے آئے اور اللہ تمہارے حال پر یقیناً مہربان و

رَحِيمٌ ﴿٩﴾ وَمَا لَكُمْ أَلَّا تُنْفِقُوا فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَلِلَّهِ

رحم کرنے والا ہے (۹) اور تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم راہِ خدا میں خرچ نہیں کرتے ہو

مِيرَاثُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ لَا يَسْتَوِي مِنْكُمْ مَنْ

جب کہ آسمان و زمین کی وراثت اسی کے لئے ہے اور تم میں سے فتح سے پہلے

أَنْفَقَ مِنْ قَبْلِ الْفَتْحِ وَقَاتَلَ ۚ أُولَٰئِكَ أَعْظَمُ دَرَجَةً

انفاق کرنے والا اور جہاد کرنے والا اس کے جیسا نہیں ہوسکتا ہے جو فتح کے بعد

مِنَ الَّذِينَ أَنْفَقُوا مِنْ بَعْدُ وَقَاتَلُوا ۚ وَكُلًّا وَعَدَ اللَّهُ

انفاق اور جہاد کرے۔ پہلے جہاد کرنے والے کا درجہ بہت بلند ہے اگرچہ خدا نے سب سے

الْحُسْنَىٰ ۚ وَاللَّهُ بِمَا تَعْمَلُونَ خَبِيرٌ ﴿١٠﴾ مَنْ ذَا الَّذِي ع ۱۰

نیکی کا وعدہ کیا ہے اور وہ تمہارے جملہ اعمال سے باخبر ہے (۱۰) کون ہے جو اللہ کو

يُقْرِضُ اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا فَيُضَاعِفَهُ لَهُ وَلَهُ أَجْرٌ

قرض حسنہ دے کہ وہ اس کو دوگنا کردے اور اس کے لئے باعزّت

عربی حاشیہ

مایخرج منہا۔ نباتات، تیل، پٹرول چشمہ وغیرہ۔

ماینزل من السماء۔ بارش، برف، روشنی وغیرہ۔

مایعرج فیہا۔ دعائے مومن، آہِ مظلوم، دھواں اور دور حاضر کے تمام آلات و اسلحہ جات۔

میثاق۔ یہ لفظی معاہدہ نہیں ہے بلکہ ایک فطری معاہدہ ہے کہ جب اس نے نعمتیں دی ہیں تو گویا کہ بندہ سے یہ عہد لے لیا ہے کہ ہمارے مال کو ہماری ہی راہ میں صرف کرنا ہے۔

میراث السماوات والارض۔ یعنی سب فنا ہوجانے والے ہیں اور کائنات کا آخری مالک اور وارث پروردگار ہی ہے۔

حسنٰی۔ اجروثواب۔

قرض حسن۔ ہروہ مال جو نیکی کی راہ میں خرچ کیا جائے کہ خدا اسے اپنے حق میں ایک طرح کا قرض قرار دیتا ہے اور اس کی ادائیگی اور واپسی کی ذمہ داری لیتا ہے بلکہ اس میں

اردو حاشیہ

۵۔ ذخیرہ اندوزی کا خیال ختم ہوجائے گا کہ جو بغیر کسی عمل کے اس قدر دے سکتا ہے تو اس کی راہ میں انفاق کر دینے کے بعد تو زیادہ ہی دے گا تو پھر جمع کرنے کی کیا ضرورت ہے۔ درحقیقت یہ ذخیرہ اندوزی اسی کے بارے میں عدم اعتماد کی علامت ہے جو کسی مرد مسلمان کے شایانِ شان نہیں ہے۔

كَرِيمٌ ⑪ يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَىٰ

اجر بھی ہو (۱۱) اس دن تم باایمان مرد اور باایمان عورتوں کو دیکھو گے کہ ان کا نورِ ایمان ان کے آگے آگے

نُورُهُم بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَبِأَيْمَانِهِم بُشْرَاكُمُ الْيَوْمَ جَنَّاتٌ

اور داہنی طرف چل رہا ہے اور ان سے کہا جارہا ہے کہ آج تمہاری بشارت کا سامان وہ باغات ہیں

تَجْرِي مِن تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا ۚ ذَٰلِكَ هُوَ الْفَوْزُ

جن کے نیچے نہریں جاری ہیں اور تم ہمیشہ ان ہی میں رہنے والے ہو اور یہی سب سے بڑی

الْعَظِيمُ ⑫ يَوْمَ يَقُولُ الْمُنَافِقُونَ وَالْمُنَافِقَاتُ لِلَّذِينَ

کامیابی ہے (۱۲) اس دن منافق مرد اور منافق عورتیں صاحبانِ ایمان سے کہیں گے کہ ذرا ہماری طرف بھی

آمَنُوا انظُرُونَا نَقْتَبِسْ مِن نُّورِكُمْ قِيلَ ارْجِعُوا

نظر مرحمت کرو کہ ہم تمہارے نور سے استفادہ کریں تو ان سے کہا جائے گا کہ اپنے پیچھے کی طرف

وَرَاءَكُمْ فَالْتَمِسُوا نُورًا ۖ فَضُرِبَ بَيْنَهُم بِسُورٍ لَّهُ

پلٹ جاو اور اپنے شیاطین سے نور کی التماس کرو اس کے بعد ان کے درمیان ایک دیوار

بَابٌ ۖ بَاطِنُهُ فِيهِ الرَّحْمَةُ وَظَاهِرُهُ مِن قِبَلِهِ الْعَذَابُ ⑬

حائل کردی جائے گی جس کے اندر کی طرف رحمت ہوگی اور باہر کی طرف عذاب ہوگا (۱۳)

يُنَادُونَهُمْ أَلَمْ نَكُن مَّعَكُمْ ۖ قَالُوا بَلَىٰ وَلَٰكِنَّكُمْ فَتَنتُمْ

اور منافقین ایمان والوں سے پکار کر کہیں گے کہ کیا ہم تمہارے ساتھ نہیں تھے تو وہ کہیں گے بیشک مگر تم نے اپنے کو

أَنفُسَكُمْ وَتَرَبَّصْتُمْ وَارْتَبْتُمْ وَغَرَّتْكُمُ الْأَمَانِيُّ

بلاؤں میں مبتلا کردیا اور ہمارے لئے مصائب کے منتظر رہے اور تم نے رسالت میں شک کیا اور تمہیں تمناؤں نے

عربی حاشیہ

اضافہ کا بھی ذمہ دار ہے کہ یہ واقعی قرض نہیں ہے ورنہ بندہ کے پاس اس کا مال ہی کہاں رکھا ہے جو خدا کو قرض دے سکے گا اور پھر اس سے اصل کا مطالبہ کر سکے گا۔

ف: روایات میں سورہ حدید کی ابتدائی ۶ آیات اور سورہ حشر کی آخری ۴ آیات کو اسم اعظم پر مشتمل قرار دیا گیا ہے۔

ف: آیت نمبر ۱۶ حضرت عیسیٰ فرمایا کرتے تھے کہ دوسروں کے گناہوں کو ارباب بن کر موت دیکھو۔ اپنے گناہوں کو بندہ بن کر دیکھو۔

تاریخ میں فضیل بن عیاض کا واقعہ ہے کہ عورت کے عشق میں دیوار پر چڑھے اور ہمسایہ سے اس آیت کو سن کر تائب ہوگئے اور امام صادقؑ کے معتبر اصحاب میں شامل ہوگئے۔

1- سعی۔ تیز رفتاری کو کہا جاتا ہے یعنی نورایمان صاحب ایمان کے آگے آگے چل رہا ہوگا اور خود ہی راستہ کو روشن اور ہموار کررہا ہوگا۔

2- نظر۔ یہ لفظ دیکھنے کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے اور مہربانی کے معنی میں بھی

اردو حاشیہ

(۳) منافقین جہنم کے قریب پہنچ کر بھی اپنی ذہنیت سے باز نہیں آئیں گے اور انہیں پھر وہی صحابیت یاد آئے گی کہ ہم صاحبانِ ایمان کے ساتھ رہا کرتے تھے تو صاحبانِ ایمان کا جواب بھی یہی ہوگا کہ جنت کا تعلق صحبت اور ہم نشینی سے نہیں ہے۔ یہ ایمان اور کردار کا سودا ہے اور تمہارے عیوب یہ تھے کہ تم لمبی لمبی امیدوں کے چکر میں ہمارے ساتھ آگئے تھے ورنہ ہر وقت ہمارے بارے میں یہی سوچا کرتے تھے کہ ہم کسی طرح مصائب میں مبتلا ہو جائیں اور تم نے رسالت میں بھی شک کیا تھا۔

تاریخ اسلام پر نظر ڈالی جائے تو ایسے منافق کردار بآسانی نظر آجائیں گے جو ان تمام صفات کے مصداق تھے اور جو صاحبانِ ایمان سے رحم کی درخواست کریں گے اور وہ درخواست مسترد کردی جائے گی اور شاید یہ درخواست بھی اس لئے ہے کہ دنیا میں اس بات کی عادت پڑ گئی تھی کہ ہمیشہ مخالفت کے باوجود جب کوئی مشکل آن پڑتی تھی تو فریاد لے کر آجاتے تھے اور جب مشکل ٹل جاتی تھی تو کنارہ کش ہوجایا کرتے تھے یہ اس بات کو بھول گئے تھے کہ دنیا کا حساب الگ ہے اور آخرت کا حساب الگ۔ دنیا میں خدا بھی ارحم الراحمین ہے اور اچھے برے ہر ایک کے ساتھ رحم کا برتاؤ کرتا ہے لیکن وہ بھی آخرت میں کفار اور گنہگاروں کو جہنم میں ڈال دے گا اور کسی طرح کے رحم وکرم کا مظاہرہ نہیں کرے گا۔ اس نے آخرت میں اپنا تعارف للہ الواحد القہار سے کرایا ہے تا کہ انسان

حَتّٰى جَآءَ اَمْرُ اللّٰهِ وَغَرَّكُمْ بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۱۴﴾ فَالْيَوْمَ لَا

دھوکہ میں ڈالے رکھا یہاں تک کہ حکمِ خدا آگیا اور تمہیں دھوکہ باز شیطان نے دھوکہ دیا ہے (۱۴) تو آج

يُؤْخَذُ مِنْكُمْ فِدْيَةٌ وَّلَا مِنَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۭ مَاْوٰىكُمُ

نہ تم سے کوئی فدیہ لیا جائے گا اور نہ کفار سے تم سب کا ٹھکانا جہنم ہے وہی تم سب کا

النَّارُ ۭ هِيَ مَوْلٰىكُمْ ۭ وَبِئْسَ الْمَصِيْرُ ﴿۱۵﴾ اَلَمْ يَاْنِ لِلَّذِيْنَ

صاحبِ اختیار ہے اور تمہارا بدترین انجام ہے (۱۵) کیا صاحبانِ ایمان کے لئے

اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ ۙ

ابھی وہ وقت نہیں آیا ہے کہ ان کے دل ذکرِ خدا اور اس کی طرف سے نازل ہونے والے

وَلَا يَكُوْنُوْا كَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ

حق کے لئے نرم ہوجائیں اور وہ ان اہلِ کتاب کی طرح نہ ہوجائیں جنہیں کتاب دی گئی

الْاَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوْبُهُمْ ۭ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۱۶﴾

تو ایک عرصہ گزرنے کے بعد ان کے دل سخت ہوگئے اور ان کی اکثریت بدکار ہوگئی (۱۶)

اِعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ يُحْيِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ

یاد رکھو کہ خدا مردہ زمینوں کا زندہ کرنے والا ہے اور ہم نے تمام نشانیوں کو واضح کرکے بیان کردیا ہے

الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۷﴾ اِنَّ الْمُصَّدِّقِيْنَ وَالْمُصَّدِّقٰتِ

تاکہ تم عقل سے کام لے سکو (۱۷) بیشک خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی

وَاَقْرَضُوا اللّٰهَ قَرْضًا حَسَنًا يُّضٰعَفُ لَهُمْ وَلَهُمْ اَجْرٌ

عورتیں اور جنہوں نے راہِ خدا میں اخلاص کے ساتھ مال خرچ کیا ہے ان کا اجر دوگنا کردیا جائے گا

عربی حاشیہ

استعمال ہوتا ہے جس طرح کہ ہمارے اردو محاورہ میں استعمال ہوتا ہے کہ ایک نظر ادھر بھی۔

3- امانی تمنائیں اور آرزوئیں جو انسان کی گمراہی کا سب سے بڑا ذریعہ ہوتی ہیں۔

غرور۔ سب سے بڑا دھوکہ باز یعنی شیطان۔

4- دنیا میں مولا کو مولا تسلیم نہ کرنے کا انجام یہ ہوا کہ آخرت میں جہنم کو مولا تسلیم کرنا پڑا۔ اب وہی مددگار ہے اور وہی سرپرست اور تصرف کرنے والا۔

5- مصدق۔ یعنی متصدق، صدقہ دینے والا انسان۔

قرضِ حسن۔ راہِ خدا میں انفاق کو کہا جاتا ہے۔ قرضِ حسن اور صدقہ میں فرق یہ ہے کہ صدقہ افراد کو دیا جاتا ہے اور قرضِ حسن راہِ خدا میں خرچ کیا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں انفاق اور قرضِ حسنہ کے مجموعی شرائط یہ ہیں:

۱۔ بہترین مال دیا جائے۔ ۲۔ ضرورت کے باوجود دیا جائے۔ ۳۔ ضرورت مندوں کو

اردو حاشیہ

اس نکتہ کی طرف بھی متوجہ رہے اور کسی دھوکہ میں زندگی نہ گزارے۔

كَرِيْمٌ ﴿١٨﴾ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖٓ اُولٰٓئِكَ هُمُ

اور ان کے لئے بڑا باعزّت اجر ہے (١٨) اور جو لوگ اللہ اور رسول پر ایمان لائے وہی

الصِّدِّيْقُوْنَ ۖ وَالشُّهَدَآءُ عِنْدَ رَبِّهِمْ ۭ لَهُمْ اَجْرُهُمْ

خدا کے نزدیک صدیق اور شہید کا درجہ رکھتے ہیں اور ان ہی کے لئے ان کا اجر اور نور ہے

وَنُوْرُهُمْ ۭ وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ

اور جنہوں نے کفر اختیار کرلیا اور ہماری آیات کی تکذیب کردی وہی

اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ ﴿١٩﴾ ع اِعْلَمُوْٓا اَنَّمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا لَعِبٌ (ع ٩ ١٨)

دراصل اصحابِ جہنم ہیں (١٩) یاد رکھو کہ زندگی دنیا صرف ایک کھیل، تماشہ، آرائش، باہمی تفاخر

وَّلَهْوٌ وَّزِيْنَةٌ وَّتَفَاخُرٌۢ بَيْنَكُمْ وَتَكَاثُرٌ فِي الْاَمْوَالِ

اور اموال و اولاد کی کثرت کا مقابلہ ہے اور بس جیسے کوئی بارش ہو جس کی قوت

وَالْاَوْلَادِ ۭ كَمَثَلِ غَيْثٍ اَعْجَبَ الْكُفَّارَ نَبَاتُهٗ ثُمَّ يَهِيْجُ (7)

نامیہ کسان کو خوش کردے اور اس کے بعد وہ کھیتی خشک ہوجائے پھر تم اسے

فَتَرٰىهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَكُوْنُ حُطٰمًا ۭ وَفِي الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ

زرد دیکھو اور آخر میں وہ ریزہ ریزہ ہوجائے اور آخرت میں شدید عذاب بھی ہے

شَدِيْدٌ ۙ وَّمَغْفِرَةٌ مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانٌ ۭ وَمَا الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ

اور مغفرت اور رضائے الٰہی بھی ہے اور زندگانی دنیا تو بس ایک دھوکہ کا سرمایہ ہے

اِلَّا مَتَاعُ الْغُرُوْرِ ﴿٢٠﴾ سَابِقُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ

اور کچھ نہیں ہے (٢٠) تم سب اپنے پروردگار کی مغفرت اور اس جنّت کی طرف سبقت کرو جس کی

عربی حاشیہ

دیاجائے۔ ٦۔خفیہ طریقہ سے دیاجائے۔ ٥۔احسان نہ جتایا جائے۔ ٦۔رضائے الٰہی کے لئے دیا جائے۔ ٧۔اپنے عمل کو حقیر سمجھا جائے۔ ٨ پسندیدہ مال دیا جائے۔ ٩۔اپنے کو مالک تصور نہ کیا جائے۔ ١٠ مالِ حلال سے انفاق کیا جائے۔

ف: امام محمدؑ باقر کا ارشاد ہے کہ خلوص دل کے ساتھ ظہور قائم کا انتظار کرنے والا شہداء اور صدیقین میں شمار ہوتا ہے۔ اس لئے کہ ایمان بالغیب سے بڑا کوئی ایمان نہیں ہے اور یہ انسان کو مجاہدوں کی صف میں لاکر کھڑا کر دیتا ہے۔

6- صدیق۔ جو اپنے دعوائے ایمان میں قول و عمل ہر اعتبار سے مکمل طور پر سچا ہو ورنہ زندگی میں صرف ایک دو مواقع پر صحیح بول دینے سے کوئی انسان صدیق نہیں ہوسکتا ہے جب تک کہ صداقت اس کی ذات کا لازمہ اور اس کے کردار کا نشان نہ بن جائے۔

شہداء۔ وہ افراد جو راہِ خدا میں قربان ہوجائیں۔ ان کا اجر حیات جاودانی اور رزق مسلسل ہے اور ان کا نور وہی ہے جو ان کے

اردو حاشیہ

(٤) یہاں سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ عمومی اعتبار سے صدیق کوئی بہت بڑا درجہ نہیں ہے جسے انتہائی غیر معمولی قرار دے دیا جائے اور مخصوص فضل پروردگار کا نتیجہ قرار دیدیا جائے۔ یہ وہ درجہ ہے جو صاحب ایمان اپنے ایمان کی صداقت کی بنا پر حاصل کرسکتا ہے۔ ایمان سے الگ ہوکر صرف ایمان والوں کی محبت یا صحبت سے نہیں حاصل ہوسکتا ہے۔

(٥) بعض علماء کا بیان ہے کہ یہ انسان کی فطرت ہے کہ بچہ ہوتا ہے تو کھیل سے دلچسپی رکھتا ہے ذرا بڑا ہوتا ہے تو لہویات میں لگ جاتا ہے جوان ہوتا ہے تو آرائش کا دلدادہ ہوجاتا ہے اور بڑا ہوتا ہے تو حسب ونسب پر تفاخر کو اپنا شعار بنالیتا ہے اور ضعیفی کی منزل میں آجاتا ہے تو مال اور اولاد کی کثرت کے علاوہ کوئی ذوق نہیں رہ جاتا ہے اور اسی فطرت کی طرف قرآن مجید نے اشارہ کیا ہے جو انسان کی زندگی کے مختلف مراحل میں منظر عام پر آتی رہتی ہے اور انسان اپنی حقیقت کو بے نقاب کرتا رہتا ہے۔

عَرۡضُهَا كَعَرۡضِ السَّمَآءِ وَالۡاَرۡضِ ۙ اُعِدَّتۡ لِلَّذِيۡنَ

وسعت زمین و آسمان کے برابر ہے اور جسے ان لوگوں کے لئے مہیا کیا گیا ہے

اٰمَنُوۡا بِاللّٰهِ وَرُسُلِهٖ ؕ ذٰلِكَ فَضۡلُ اللّٰهِ يُؤۡتِيۡهِ مَنۡ يَّشَآءُ ؕ

جو خدا اور رسول پر ایمان لائے ہیں یہی درحقیقت فضلِ خدا ہے جسے چاہتا ہے عطا کردیتا ہے

وَاللّٰهُ ذُو الۡفَضۡلِ الۡعَظِيۡمِ ﴿۲۱﴾ مَاۤ اَصَابَ مِنۡ مُّصِيۡبَةٍ فِى

اور اللہ تو بہت بڑے فضل کا مالک ہے (۲۱) زمین میں کوئی بھی مصیبت وارد ہوتی ہے

الۡاَرۡضِ وَلَا فِىۡۤ اَنۡفُسِكُمۡ اِلَّا فِىۡ كِتٰبٍ مِّنۡ قَبۡلِ اَنۡ

یا تمہارے نفس پر نازل ہوتی ہے تو نفس کے پیدا ہونے کے پہلے سے وہ کتابِ الٰہی میں

نَّبۡرَاَهَا ؕ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيۡرٌ ﴿۲۲﴾ ۚۖ لِّكَيۡلَا تَاۡسَوۡا عَلٰى مَا

مقدر ہوچکی ہے اور یہ خدا کے لئے بہت آسان شے ہے (۲۲) یہ تقدیر اس لئے ہے کہ

فَاتَكُمۡ وَلَا تَفۡرَحُوۡا بِمَاۤ اٰتٰٮكُمۡ ؕ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخۡتَالٍ

جو تمہارے ہاتھ سے نکل جائے اس کا افسوس نہ کرو اور جو مل جائے اس پر غرور نہ کرو کہ اللہ اکڑنے والے مغرور افراد کو

فَخُوۡرِ ۙ﴿۲۳﴾ الَّذِيۡنَ يَبۡخَلُوۡنَ وَيَاۡمُرُوۡنَ النَّاسَ بِالۡبُخۡلِ ؕ

پسند نہیں کرتا ہے (۲۳) جو خود بھی بخل کرتے ہیں اور دوسروں کو بھی بخل کا حکم دیتے ہیں اور جو بھی خدا سے

وَمَنۡ يَّتَوَلَّ فَاِنَّ اللّٰهَ هُوَ الۡغَنِىُّ الۡحَمِيۡدُ ﴿۲۴﴾ لَقَدۡ

روگردانی کرے گا اسے معلوم رہے کہ خدا سب سے بے نیاز اور قابلِ حمد و ستائش ہے (۲۴) بیشک

اَرۡسَلۡنَا رُسُلَنَا بِالۡبَيِّنٰتِ وَاَنۡزَلۡنَا مَعَهُمُ الۡكِتٰبَ

ہم نے اپنے رسولوں کو واضح دلائل کے ساتھ بھیجا ہے اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان کو نازل کیا ہے

عربی حاشیہ

آگے آگے چلے گا۔

7- کفار۔ کافر کی جمع ہے۔ کفر چھپانے کے معنی میں ہے اور کسان دانہ کو زمین میں چھپا دیتا ہے اس لئے اس کو کافر سے تعبیر کیا گیا ہے ورنہ عقیدہ کے اعتبار سے وہ کافر نہیں ہے۔

یہیج۔ نبات کے خشک ہونے کی منزل ہے۔

حطام۔ اس کے ریزہ ریزہ ہوجانے کا مرحلہ ہے۔

8- عرض۔ یہ طول کے مقابلہ میں نہیں ہے کہ یہ بحث کی جائے کہ جب جنت کا عرض اتنا ہے تو طول کس قدر ہوگا بلکہ یہ عرض وسعت کے معنی میں ہے جو طول وعرض دونوں کو شامل ہوتا ہے۔

مختال۔ اترانے والا۔

فخور۔ زیادہ فخر کرنے والا اور مغرور۔

ف: دنیا کے تمام مظلومین کو آیت نمبر ۲۱ پر اعتماد کرنا چاہیے اور مصائبِ دہر کو تقاضائے حکمت سمجھ کر قبول کرنا چاہیے۔ یہ دلیل شکست وذلت نہیں ہے دلیل صبر وایمان ہے۔

اردو حاشیہ

(۶) اس مصیبت سے طبیعی مصیبتیں مراد ہیں چاہے ان کا تعلق کائنات سے ہو یا نفس انسانی سے ورنہ زندگی کی بے شمار مصیبتیں ہیں جن کا تعلق انسان کے کردار اور اعمال سے ہے اور ان کے ذمہ دار قضا وقدر الٰہی کو نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔ یہ اور بات ہے کہ اس کی تقدیر بھی انسانی اختیارات کی روشنی میں طے کردی گئی ہے۔

(۷) امیر المومنینؑ کا ارشاد ہے کہ زہد کا کل کمال یہ ہے کہ انسان کو جو نہ ملے اس کا افسوس نہ کرے اور جو مل جائے اس پر غرور نہ کرے۔ اس کے بعد نہ دولت کا ہونا زہد کے منافی ہے اور نہ پھٹے حال زندگی گزارنا کمال زہد وتقویٰ ہے۔

(۸) کسی نمائندہ پروردگار کے کام کرنے اور دنیا کی اصلاح کرنے کیلئے حسب ذیل عناصر کی ضرورت ہوتی ہے:

۱۔ اس کے پاس منصب کو ثابت کرنے کے دلائل ہوں۔

۲۔ اس کے پاس ایک مرتب قانون زندگی ہو۔

۳۔ وہ زندگی میں حق وانصاف کا پیمانہ ساتھ رکھتا ہو تاکہ نظام عدل قائم کرسکے۔

۴۔ دشمن کی مخالفت کے موقع پر وہ ایسے اسلحہ رکھتا ہو جس کے ذریعہ اس طوفانِ بلا کا مقابلہ کرسکے۔

وَالْمِيزَانَ لِيَقُومَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ ۖ وَأَنْزَلْنَا الْحَدِيدَ

تاکہ لوگ انصاف کے ساتھ قیام کریں اور ہم نے لوہے کو بھی نازل کیا ہے جس میں شدید

فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ

جنگ کا سامان اور بہت سے دوسرے منافع بھی ہیں اور اس لئے کہ خدا یہ دیکھے کہ کون ہے

مَنْ يَنْصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ ۚ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ﴿٢٥﴾ ع ۳ ۶ ۱۹

جو بغیر دیکھے اس کی اور اس کے رسول کی مدد کرتا ہے اور یقیناً اللہ بڑا صاحبِ قوت اور صاحبِ عزت ہے (۲۵)

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا وَإِبْرَاهِيمَ وَجَعَلْنَا فِي ذُرِّيَّتِهِمَا

اور ہم نے نوح اور ابراہیم کو بھیجا اور ان کی اولاد میں کتاب اور نبوت قرار دی تو

النُّبُوَّةَ وَالْكِتَابَ ۖ فَمِنْهُمْ مُهْتَدٍ ۖ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ﴿٢٦﴾

ان میں سے کچھ ہدایت یافتہ تھے اور بہت سے فاسق اور بدکار تھے (۲۶)

ثُمَّ قَفَّيْنَا عَلَىٰ آثَارِهِمْ بِرُسُلِنَا وَقَفَّيْنَا بِعِيسَى ابْنِ مَرْيَمَ

پھر ہم نے ان ہی کے نقش قدم پر دوسرے رسول بھیجے اور ان کے پیچھے عیسٰی بن مریم کو بھیجا

وَآتَيْنَاهُ الْإِنْجِيلَ ۙ وَجَعَلْنَا فِي قُلُوبِ الَّذِينَ اتَّبَعُوهُ رَأْفَةً

اور انہیں انجیل عطا کردی اور ان کا اتباع کرنے والوں کے دلوں میں مہربانی اور محبت قرار دے دی

وَرَحْمَةً ۚ وَرَهْبَانِيَّةً ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ

اور جس رہبانیت کو ان لوگوں نے ازخود ایجاد کرلیا تھا اور اس سے رضائے خدا کے طلبگار تھے

إِلَّا ابْتِغَاءَ رِضْوَانِ اللَّهِ فَمَا رَعَوْهَا حَقَّ رِعَايَتِهَا ۖ

اسے ہم نے ان کے اوپر فرض نہیں قرار دیا تھا اور انہوں نے خود بھی اس کی مکمل پاسداری نہیں کی

عربی حاشیہ

ف: لوہا انسانی زندگی کی وہ اہم ضرورت ہے جس نے ایک نئے دور کی بنیاد رکھی ہے۔ ذوالقرنین کی دیوار سے لے کر داؤد کی زرہ تک سب لوہے کے کارنامے ہیں اور آج بھی اجتماعی زندگی میں زراعت، صنعت، مسکن اور جنگ چاروں اسی لوہے کے ممنون کرم ہیں اور اسی لئے مالک نے اسے سہل الحصول بنادیا ہے۔

بینات۔ کھلے ہوئے دلائل اور معجزات۔

میزان۔ وہ قانون جس سے شخصیت کا وزن طے کیا جاسکے اور ظاہری اعتبار سے وہ ترازو جس سے ناپ تول کا توازن برقرار رکھا جاسکے۔

باس شدید۔ شدید جنگ کا سامان۔ چاہے خنجر اور تلوار کی شکل میں ہو یا بم اور میزائل اور لڑاکا جہازوں کی صورت میں۔

منافع۔ وہ زندگی کے بیشتر کام ہیں جو لوہے کی مدد سے انجام پاتے ہیں۔ کھانا پکانے سے لے کر ہوائی جہاز پر سفر کرنے تک کون سا مرحلہ ہے جہاں انسان لوہے سے بے نیاز ہوجاتا ہو۔

اردو حاشیہ

۵۔ عوامی زندگی کو خوشحال بنانے کے وسائل سے آراستہ ہوتا کہ لوگ اس کے پیغام کو زندگی سمجھیں اور اس کے آئینہ میں موت کی شکل نہ دیکھیں۔

آیت کریمہ نے انہیں پانچوں اسباب کی طرف اشارہ کر کے پیغمبر اسلامؐ کے نظام کے استحکام کو ثابت کیا ہے۔

واضح رہے کہ آسمان سے لوہا جہاد اور نصرت خدا و رسول کے لئے نازل ہوا تھا۔ اب وہ افراد کس قدر بدنصیب ہیں جو اس لوہے کو اللہ اور رسول ہی سے جنگ کرنے کیلئے استعمال کرتے ہیں اور دین خدا کو فنا کر دینا چاہتے ہیں۔

عالم ظاہر کے اعتبار سے آسمان سے ایک ہی لوہا نازل ہوا ہے جسے ذوالفقار کہا جاتا ہے اور اس کا مصرف واقعاً نصرت خدا و رسول کے علاوہ کچھ نہ تھا جیسا کہ ندائے غیب نے بھی اعلان کیا تھا (**لا سیف الا ذو الفقار و لا فتیٰ الا علیؑ**)۔

(۹) دور حاضر میں بھی رہبانیت اور ترک لذات کی آڑ میں کیا کیا جرائم ہو رہے ہیں اس کا اندازہ صبح وشام کے اخبارات سے کیا جاسکتا ہے اور گرجاؤں کی تاریخ میں ان جرائم کا مکمل مشاہدہ کیا جاسکتا ہے۔

سادہ لوح عوام ان راہبوں سے اس بنا پر قریب تر ہو جاتے ہیں کہ انہوں نے لذات دنیا سے کنارہ کشی کر لی ہے اور ان کے پاس روحانیت کے علاوہ کچھ

فَاٰتَيْنَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْهُمْ اَجْرَهُمْ ۚ وَكَثِيْرٌ

تو ہم نے ان میں سے واقعاً ایمان لانے والوں کو اجر عطا کردیا اور ان میں سے بہت سے

مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ﴿۲۷﴾ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا

تو بالکل فاسق اور بدکردار تھے (۲۷) ایمان والو اللہ سے ڈرو اور رسول پر

اتَّقُوا اللّٰهَ وَاٰمِنُوْا بِرَسُوْلِهٖ يُؤْتِكُمْ

واقعی ایمان لے آو تاکہ خدا تمہیں اپنی رحمت کے دہرے حصے عطا کردے

كِفْلَيْنِ مِنْ رَّحْمَتِهٖ وَيَجْعَلْ لَّكُمْ نُوْرًا

اور تمہارے لئے ایسا نور قرار دے دے جس کی روشنی میں چل سکو

تَمْشُوْنَ بِهٖ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ

اور تمہیں بخش دے اور اللہ بہت زیادہ بخشنے والا اور

رَّحِيْمٌ ﴿۲۸﴾ لِّئَلَّا يَعْلَمَ اَهْلُ الْكِتٰبِ

مہربان ہے (۲۸) تاکہ اہلِ کتاب کو معلوم ہوجائے کہ وہ

اَلَّا يَقْدِرُوْنَ عَلٰي شَيْءٍ مِّنْ فَضْلِ اللّٰهِ

فضلِ خدا کے بارے میں کوئی اختیار نہیں رکھتے ہیں اور فضل تمام تر

وَاَنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَاۗءُ ۭ

خدا کے ہاتھ میں ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کردیتا ہے

وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيْمِ ﴿۲۹﴾ ع

اور وہ بہت بڑے فضل کا مالک ہے (۲۹)

عربی حاشیہ

قفینا۔ ایک کے بعد ایک کو بھیجا۔

رہبانیت۔ ترک دنیا اور ترک لذات۔

واضح رہے کہ یہاں ر پر زبر ہے پیش نہیں ہے۔ البتہ راہب کی جمع رُہبان ضرور ہے جہاں ر پر پیش ہوتا ہے۔

کفل۔ حصہ کفلین دو برابر کے حصے۔

رحمت۔ ثواب۔

لئلا یعلم۔ یہاں بھی لا زائد ہے یعنی تاکہ اہل کتاب کو معلوم ہوجائے کہ ان کے بس میں کچھ نہیں ہے۔

ف: آیت نمبر ۲۸ دلیل ہے کہ ایمان حقیقی تقویٰ پیدا کرتا ہے اور تقویٰ انسان کو دنیا اور آخرت دونوں جگہ رحمت کے دو حصے عنایت کرتا ہے اور ایک نور بھی عطا کرتا ہے جس کے سہارے ہر تاریک راستہ پر جاسکتا ہے اور کہیں گمراہ ہونے کا اندیشہ نہیں ہے۔

اردو حاشیہ

نہیں ہے اور رہبانیت کے ٹھیکہ دار اسی قربت کو اپنے مذموم اور ناپاک ارادوں کی تکمیل کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔ گرجاؤں کے علاوہ یہ کاروبار بعض مقامات پر خانقاہوں میں بھی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے۔ روح سب کی ایک ہے شکلیں چاہے جس قدر مختلف ہوں۔